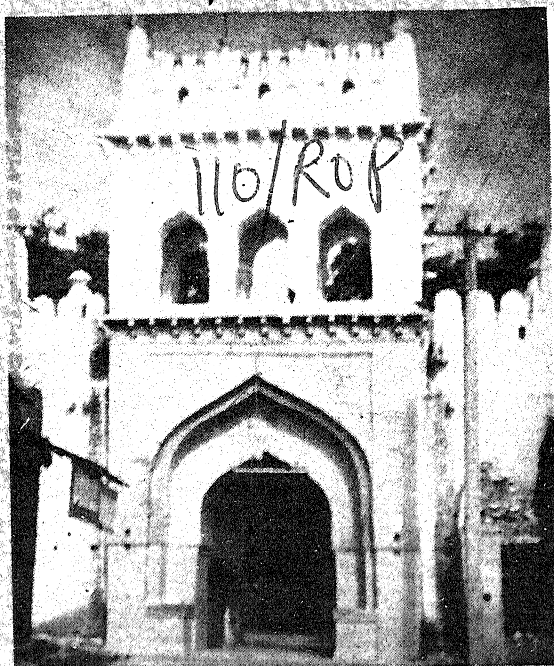
تذکرہ

حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ

طبع ششم



110/R0P

محمد معین الدین اختر ایم اے ایل ایل بی (عثمانیہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

115 / ROP

تذکرہ

حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ

وصال ۸۸۲ھ مطابق ۱۴۷۸ء

گھوڑ واڑی شریف ضلع محمد آباد بیدر (کرناٹک اسٹیٹ)

معہ تصاویر

طبع ششم

:(مؤلف):

محمد معین الدین اختر ایم اے ایل ایل بی

زیر اہتمام انجمن اتحاد طلبائے قدیم اردو آرٹس ایوننگ کالج حیدرآباد

قیمت ۳۰ روپیے (تیس روپیے)

جملہ حقوق بحقِ مولف محفوظ ہیں

طبع اول : ذی الحجہ ۱۳۹۵ھ مطابق ڈسمبر ۱۹۷۵ء تعداد ایک ہزار
طبع دوم : ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ مطابق اکٹوبر ۱۹۸۰ء تعداد ایک ہزار
طبع سوم : رجب ۱۴۰۶ھ مطابق مارچ ۱۹۸۶ء تعداد ایک ہزار
طبع چہارم : رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ مطابق مارچ ۱۹۹۲ء تعداد ایک ہزار
طبع پنجم : ذی الحجہ ۱۴۱۷ھ مطابق مئی ۱۹۹۷ء تعداد ایک ہزار
طبع ششم : محرم الحرام ۱۴۲۲ھ مطابق اپریل ۲۰۰۱ء تعداد ایک ہزار

قیمت : ۳۰ روپے (تیس روپے)
کتابت : شالیمار - محبوب بازار چادرگھاٹ حیدرآباد 500024
طباعت : سری سائی پروسس - حمایت نگر - حیدرآباد

(ملنے کا پتہ) :-

* مکان مولف 16-5-523/1 قریب ایم سی ایچ وارڈ آفس
اعظم پورہ - حیدرآباد 500024 آندھرا پردیش

فون نمبر :- 4416536

* دوکانات واقع درگاہ روڈ گھوڑواڑی شریف
تعلقہ ہمنا آباد - ضلع بیدر شریف کرناٹک اسٹیٹ

ترتیب

فہرستِ تصاویر

اِنتساب

والدِ محترم

محمد عبداللہ صاحب

مرحوم و مغفور

کے نام

پیش لفظ

خاصانِ خدا کے تعلق سے اب تک تذکرہ نگاروں نے جس ڈھنگ سے جو کچھ بھی لکھا ہے وہ لائقِ قدر ہے لیکن موجودہ دور میں اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ آئندہ لکھنے والے ایسے موضوعات پر جو کچھ لکھیں اس میں محض خوش عقیدگی اور جذباتیت کی بجائے مسلمہ حقائق کو ان کے ماحول کے صحیح پس منظر میں تحقیق و جستجو کے ساتھ پیش کریں کیونکہ اس خصوص میں قلم اٹھاتے وقت اظہارِ بیان میں غلو کی وجہ سے اس کا احتمال رہتا ہے کہ کہیں حقائق لوگوں کی نظر سے پوشیدہ نہ رہ جائیں۔ اس لیئے ایسا طرزِ تحریر ہونا چاہیئے کہ جس سے ہمارے بزرگانِ سلف کے تعلق سے دوسری قوموں کے لوگ صحیح اندازہ قائم کر سکیں، ان کی تعلیمات سے پوری طرح باخبر ہوں اور اس طرح ان کے احترام میں اضافہ ہوتا ہے۔ یہ امر باعث مسرت ہے کہ اس کتاب کے مؤلف نے ان تمام باتوں کو ممکنہ حد تک ملحوظ رکھا ہے جس سے کتاب کی افادیت میں اضافہ ہوا ہے۔

سچے مذہب کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ انسانوں کے دلوں کو قریب کرنے اور انہیں جوڑنے کی قوت رکھتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ کام جن ہستیوں کے سپرد کیا تھا انہیں دنیا پیغمبر، ہادی، ولی اور مصلح کے نام سے جانتی ہے جن کا مقصد حیات یہی تھا کہ وہ لوگوں کی بگڑی ہوئی حالت کی اصلاح کریں انہیں خدا تک پہنچنے کا صحیح راستہ بتائیں اور تمام انسانوں کو ایک دوسرے سے محبت کرنے کا سلیقہ عطا کریں۔ نبیوں

کے اولیاء اللہ نے اس مشن کی تکمیل کی ہے۔ لہٰذا ان کی تعلیمات کی روشنی میں ہر مذہب کے پیرو کی یہ کوشش ہونی چاہیئے کہ وہ انسانوں میں ایسی نیک ہستیوں کی محبت کی تعلیمات کو عام کرے۔

اولیاء اللہ کی ایک اور اعتبار سے بہت زیادہ اہمیت واقع ہوئی ہے وہ اس طرح کہ طلوع اسلام کے بعد جب ملکی فتوحات کا دور شروع ہوا اور دُنیا کے بیشتر حصوں میں مسلم حکومتیں قائم ہوئیں تو اکثر حکمرانوں کو اس بات کی مہلت نہ تھی کہ وہ اشاعتِ دین کا حق ادا کریں کیونکہ ان کا زیادہ تر حصہ انتظامِ سلطنت میں گذرتا تھا اس فریضہ کو خدا کے پسندیدہ بندوں نے انجام دیا اور اپنی ساری زندگی اعلائے کلمۃ الحق کے لیئے وقف کر دی اور انہوں نے دُنیا کے گوشے گوشے میں اسلام کے پیغام کو اپنے قول اور عمل سے عام کیا۔ چنانچہ ان کے روزمرہ کے طور طریقے اور حسنِ سلوک کو دیکھ کر ہزارہا افراد ان کے زمانۂ حیات ہی میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔

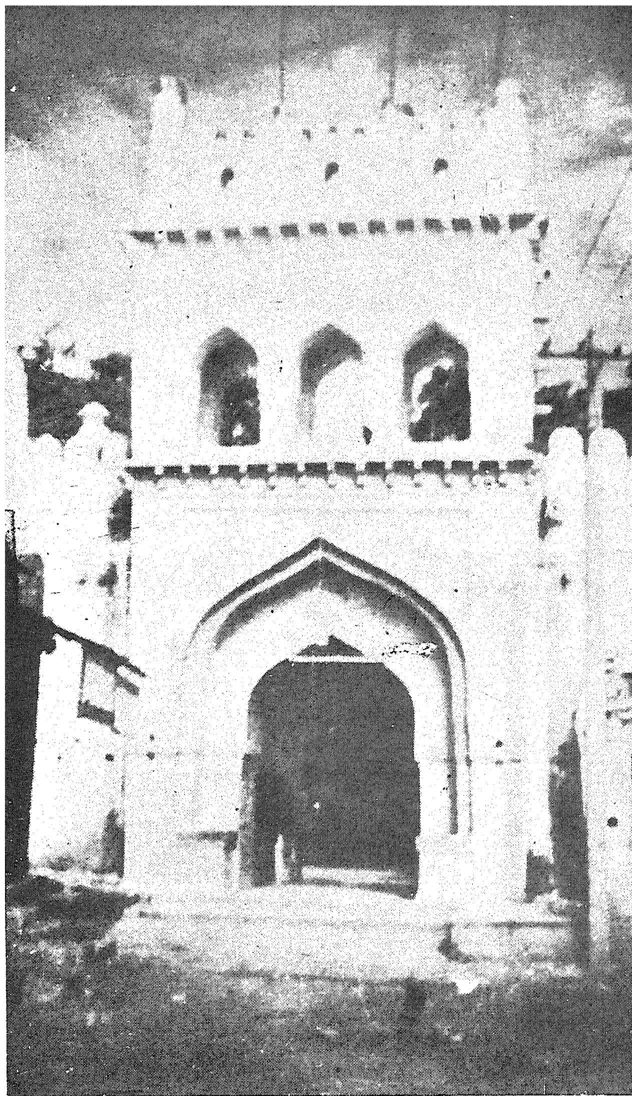
ہمیں بطورِ خاص اس بات کو ملحوظ رکھنا چاہیئے کہ زمانۂ سابقہ کی برگزیدہ شخصیتوں کے تعلق سے محض احترام اور عقیدت ظاہر کر کے ہم اشاعتِ دین کی ذمہ داریوں سے سبکدوش نہیں ہو سکتے بلکہ ان مردانِ حق نے جس طرح بزم و رزم کے ذریعہ دین کا غلغلہ بلند کیا تھا اور مخلوق کے دلوں سے نقشِ باطل مٹائے تھے اسی طرح ہمیں بھی یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ ان کے نقشِ قدم پر چلیں اور اشاعتِ دین کے فریضہ کو مقدم سمجھیں۔ یہ اولیاء اللہ کی زندگیوں کا ہمارے نام مستقل پیغام ہے اگر ہم اس فریضہ سے غافل ہو جاتے ہیں اور صرف ان ہستیوں کا نام احترام و عقیدت سے لینا کافی سمجھتے ہیں تو یہ طرزِ عمل ان برگزیدہ شخصیتوں کی روحوں کو ہرگز خوش کرنے کا موجب نہیں بن سکتا۔

زیرِ نظر کتاب جو حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادری رحؒ سے متعلق لکھی گئی ہے وقت کی ایک اہم ضرورت کو پورا کرتی ہے اس لئے کہ حضرت ممدوح رحؒ کے آستانہ پر ہزارہا معتقدین شب و روز حاضر ہوتے ہیں اور اپنا نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں وہ حضرت کے تفصیلی حالات نہیں جانتے اس لیئے یہ کتاب اُن کے لیئے معلومات کا باعث ہے اس کے علاوہ یہ تذکرہ حضرت کے حالاتِ زندگی کو عام طور پر اہلِ ملک سے روشناس کروانے کا ایک بہترین ذریعہ بھی ہے۔ اس کتاب کے مولف نے بڑی جانفشانی سے مواد فراہم کیا ہے جس کے لیئے وہ قابلِ مبارکباد ہیں چونکہ ان کی تحریر کا انداز عام فہم ہے اس لیئے عوام اس سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کر سکتے ہیں۔ اُمید ہے کہ یہ کتاب قبولِ عام حاصل کرے گی اور مؤلف کی مساعی بارآور ہو گی۔

سید عبد الوہاب بخاری

سابق ناظم دائرۃ المعارف
عثمانیہ یونیورسٹی، حیدرآباد

اعظم پورہ۔ حیدرآباد
۲۲ڈسمبر ۱۹۷۵ء



۱۔ صدر دروازہ (جدید)



۲۔ چھوٹا دروازہ (جدید) و صدر دروازہ (قدیم)



۳۔ چھوٹا دروازہ (قدیم)

دیباچہ

(طبع اوّل)

اولیاء اللہ کا مقصدِ حیات اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستہ پر چلنا مخلوقِ خدا سے محبت کرنا اور گمراہ انسانیت کے قلوب و اذہان کو ہدایتِ صحیحہ کے نور سے معمور کرنا رہا ہے۔ بزرگانِ دین نے ہر زمانہ میں اپنے عمل سے یہ تعلیم دی ہے کہ سب انسان خدا کے بندے ہیں اور ہر ایک اپنی صحیح کوشش و جستجو سے خدا کو پہچان سکتا ہے اور نجات حاصل کر سکتا ہے۔

اولیاء اللہ نے ہمیشہ اپنے آپ کو دولت اور اقتدار سے بچائے رکھا اس لیئے کہ انہوں نے دولت کے نشہ کو عارضی جانا اور حکومت و اقتدار کو چلتی پھرتی چھاؤں سے تعبیر کیا۔ اس طرح وہ ہر قسم کے خوف و خواہش سے بے نیاز ہو کر مقاماتِ عالیہ پر فائز ہو گئے وہ ہمیشہ زندگی کی ابدی اور لازوال قدروں کے طلب گار رہے اور بالآخر زندۂ جاوید ہو گئے یہی وجہ ہے کہ ان برگزیدہ ہستیوں کے اس دُنیائے فانی سے پردہ فرمانے کے سینکڑوں برس بعد بھی مخلوقِ خُدا کے دلوں پر ان کا سکّہ چلتا ہے اور ہمیشہ چلتا رہے گا خُدا کے ان محبوب بندوں نے اشاعتِ دین کے تعلق سے جو خدمات انجام دی ہیں وہ ناقابلِ فراموش ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ زیرِ نظر کتاب باوجود کئی مشکلات کے حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ کے عرسِ شریف کے موقع پر شائع ہو رہی ہے۔ یہ ایک

حقیقت ہے کہ گذشتہ (۵۱۳) سال کے دوران حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ کے حالاتِ زندگی پر بہت ہی کم لکھا گیا ہے چنانچہ جن کتابوں میں بھی حضرت کا ذکر ملتا ہے وہ بے حد مختصر اور نامکمل ہے۔

اس کتاب کی ترتیب کے سلسلے میں میں نے یوں تو کئی کتب و رسائل کا مطالعہ کیا ہے، معلومات کے حصول کے لئے مختلف مقامات کے سفر کے علاوہ کئی اہلِ علم اصحاب سے ربط بھی پیدا کیا گیا لیکن اس کے باوجود مجھے حضرت کے سنِ ولادت مقامِ ولادت، سلسلہ ارادت، ارشاداتِ عالیہ اور تصانیف وغیرہ کے بارے میں ضروری معلومات فراہم نہ ہوسکیں، یہی وجہ ہے کہ یہ تذکرہ مختصر ہی مرتب ہوسکا ہے۔ اس کتاب میں حضرت کے حالات جس قدر بھی فراہم ہوئے ہیں ضروری تحقیق و متعلقہ کتب کے حوالوں کے ساتھ تحریر کئے گئے ہیں علاوہ ازیں مزارِ شریف حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ و دیگر مزاراتِ مبارک، درگاہ شریف سے متعلق عمارات و مقامات حضرت کے زمانہ سے متعلق بہمنی سلاطین کے گنبدوں وغیرہ کے جملہ تیس ۳۰ تصاویر اور درگاہ شریف کا ایک نقشہ بھی اس کتاب میں شامل ہے۔

حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ سے والہانہ عقیدت کے علاوہ مجھے اس بات کا شرف بھی حاصل ہے کہ میں حضرت کے خادمین کے سلسلے سے تعلق رکھتا ہوں اس لیئے اس تذکرہ کی پیش کش کا مقصد حضرت کے صحیح حالاتِ زندگی کو عوام الناس سے روشناس کروانا اور حصولِ سعادت کے سوا کچھ بھی نہیں۔

میں افضل العلماء مولانا سید عبدالوہاب صاحب بخاری سابق ناظم دائرۃ المعارف عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد کا شکر گذار ہوں کہ انہوں نے از راہِ نوازش اس کتاب کا پیش لفظ لکھ کر میری ہمت افزائی فرمائی ہے

مندرجہ ذیل علمائے کرام و مشائخین عظام اور اساتذہ صاحبان کا بھی میں بے حد شکر گذار ہوں کہ جنھوں نے اس کتاب کی تکمیل میں میری مدد و رہنمائی فرمائی ہے۔

(۱) مولانا شاہ محمد علاؤ الدین جنیدی صاحب سجادہ نشین درگاہ حضرت شیخ سراج الدین جنیدیؒ گلبرگہ شریف۔

(۲) مولانا سید شاہ قبول اللہ محمد محمد الحسینی صاحب سجادہ نشین روضۂ خورد گلبرگہ شریف۔

(۳) مولانا سید شاہ معز الدین صاحب معز قادری الملتانی ۔ حیدرآباد

(۴) جناب محمد اکبر الدین صدیقی صاحب ۔ حیدرآباد

(۵) استادِ محترم ڈاکٹر حسینی شاہد صاحب پرنسپل اردو آرٹس ایوننگ کالج حیدرآباد

(۶) ڈاکٹر محمد مصلح الدین صدیقی صاحب حیدرآباد

(۷) استادِ محترم جناب محمد رحمت علی صاحب سابق لکچرار عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد

(۸) مولوی سید شاہ فرید الدین صاحب قادری سجادہ نشین درگاہ حضرت شاہ لگنؒ حیدرآباد

(۹) مولوی احمد خاں صاحب درویش حیدرآباد

(۱۰) مولوی سید فرید الدین احمد قادری صاحب برادر سجادہ صاحب درگاہ حضرت میراں شاہ حسینی بغدادیؒ لنگر حوض حیدرآباد

علاوہ ازیں اراکین عاملہ انجمن اتحاد طلبائے قدیم اردو آرٹس ایوننگ کالج کا بتین جناب رشید صاحب اور جناب سید منظور محی الدین کلیانوی صاحب بھی میرے شکریہ کے مستحق ہیں جنھوں نے میرے ساتھ مکمل تعاون کیا ہے

۲۱ ذی الحجہ ۱۳۹۵ھ ہجری
م ۲۵ ڈسمبر ۱۹۷۵ء عیسوی

محمد معین الدین اختر

دیباچہ

(طبع دوّم)

اولیاءاللہ وصوفیائے کرام نے برصغیر ہند میں اپنی بے مثال دینی سرگرمیوں کے ذریعہ انسانیت کی ناقابلِ فراموش خدمات انجام دی ہیں ان کی ہمدردیاں کبھی بھی کسی خاص فرقہ یا گروہ کے لئے محدود نہ تھیں بلکہ ہر قوم وملّت نے اُن کے فیوض وبرکات سے یکساں فائدہ اُٹھایا ہے انہوں نے اپنی روحانی تعلیمات کے ذریعہ بلبشمار بے چین ومضطرب افراد کو سکونِ قلب عطا کیا اور صراط مستقیم دکھلائی۔ علاوہ ازیں ان بزرگانِ دین کے موثر وکامیاب تبلیغی مشن کے باعث لاکھوں انسانوں نے اپنی خوشی ورضامندی سے اسلام قبول کیا۔ اس طرح اولیاء اللہ اور صوفیائے کرام نے اشاعتِ دین کے فرض کی تکمیل فرمائی ہے اس لئے ان محبوب اور نیک بندوں کو جن کے لئے نہ کوئی خوف ہے اور نہ غم، جس قدر نذرانۂ عقیدت پیش کیا جائے کم ہے۔

پروردگارِ عالم کا کرم ہے کہ زیرِ نظر کتاب "تذکرۂ حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادری رحمۃ اللہ علیہ" کے پہلے ایڈیشن کے بعد کچھ ترمیموں اور اضافوں کے ساتھ دوسرا ایڈیشن حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادری رحمۃ اللہ علیہ کے ۵۱۸ ویں سالانہ عرس شریف کے موقع پر شائع ہو رہا ہے۔

اس کتاب کے پہلے ایڈیشن کی رسم اجرائی یکشنبہ ۲۲ فروری ۱۹۷۶ء کو بمقام پروانہ ہال گن فاونڈری حیدرآباد بدست حضرت مولانا سید شیخن احمد شطاری کامل معتمد صدر مجلس علمائے دکن عمل میں آئی تھی اس موقع پر استادِ محترم جناب سید

علام محمد نظام الدین مغربی لکچرار اردو آرٹس ایوننگ کالج حیدرآباد کے علاوہ ممتاز صحافی جناب احسن علی مرزا سب ایڈیٹر روزنامہ سیاست حیدرآباد نے اظہار خیال فرمایا تھا۔ ڈاکٹر حسینی شاہد پرنسپل اردو آرٹس ایوننگ کالج نے اپنی صدارتی تقریر میں جو خیالات ظاہر فرمائے تھے اس کی تلخیص اس ایڈیشن کے آخر میں شریک کی گئی ہے۔

اس کتاب کے پہلے ایڈیشن پر ہمارے ملک کے ممتاز ماہنامے معارف (اعظم گڑھ) اور برہان (دہلی) ہفتہ وار اردو بلٹز (بمبئی) اور روزنامہ رہنمائے دکن (حیدرآباد) میں سیر حاصل تبصرے شائع ہوئے ہیں۔ ان تبصروں میں اولیاء اللہ و صوفیائے کرام کی عظمت اور ان کی گراں قدر خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے اس کتاب کی خوبیوں و خامیوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس ایڈیشن کے آخر میں ان تبصروں کو بھی من و عن پیش کیا گیا ہے یہاں اس بات کا ذکر بے محل نہ ہوگا کہ اس کتاب کو لائبریری آف کانگریس ایکسیشن لسٹ' انڈیا کے جلد (۱۶) یکم جنوری سنہ ۱۹۷۷ء میں صفحہ نمبر ۴۶ پر شامل کیا گیا ہے (ناشر لائبریری آف کانگریس آفس' امریکی سفارتخانہ' نئی دہلی) اُمید کہ اس کتاب کو قبولِ عام حاصل ہوگا۔

۱۰ ذی الحجہ سنہ ۱۴۰۰ھ
م ۲۰ اکٹوبر سنہ ۱۹۸۰ء

محمد معین الدین اختر

دیباچہ

(طبع سوم)

یہ ایک حقیقت ہے کہ اولیاء اللہ و صوفیائے کرام نے اشاعت دین کیلئے ناقابل فراموش خدمات انجام دیں ہیں۔ وہ قول و عمل میں بے مثال اور دوسروں کے لئے عملی نمونہ تھے توحید و رسالت کا اقرار اور اس پر سختی سے عمل پنجگانہ نماز کی ادائیگی، ذکر الٰہی و تلاوت قرآن، والدین کی خدمت، حاجت مندوں کی حاجت روائی، مظلوموں کی مدد، دشمن کے ساتھ مہربانی و سلوک، خود پرستی و نفس پرستی سے احتراز اور حرام خوری سے بچنا اولیاء اللہ کی تعلیمات ہیں، آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ان تعلیمات پر صدق دل سے عمل کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ زیر نظر کتاب کا تیسرا ایڈیشن بشمول حمد و نعت شریف کچھ اضافوں اور تبدیلیوں کے ساتھ شائع ہو رہا ہے اس کتاب کے دوسرے ایڈیشن پر ملک کے کثیر الاشاعت روزنامہ "سیاست" اور ماہنامہ "سب رس" حیدرآباد میں سیر حاصل تبصرے شائع ہوئے ہیں ان تبصروں کو من و عن اس کتاب کے آخری حصہ میں شامل کیا گیا ہے امید کہ تیسرے ایڈیشن کو بھی قبول عام حاصل ہوگا

۶ رجب المرجب سنہ ۱۴۰۶ھ
م ۱۸ مارچ سنہ ۱۹۸۶ء

محمد معین الدین اختر

دیباچہ

(طبع چہارم)

اولیاء اللہ وہ عظیم المرتبت بزرگانِ دین ہیں جن کی زندگی کا مقصد حصولِ رضائے الٰہی اور ان کی زندگی کی بنیاد مضبوط و مستحکم ایمان و تقویٰ ہوتا ہے۔ انہیں مال و متاع و دنیوی اقتدار کی ہرگز پرواہ نہیں ہوتی اور ان کے پیش نظر صرف فکرِ آخرت ہی ہوتی ہے اولیاء اللہ ہمیشہ مسجدوں نمازوں اور اللہ کے ذکر سے آباد کرتے ہیں وہ اللہ کے بندوں کو اللہ تعالیٰ سے رجوع کرنے اور عمل صالح کے لیئے تلقین کرتے ہیں ان کی پاک زندگیاں احکام شریعت کے عین مطابق ہوتی ہیں چونکہ وہ اللہ کے نیک بندے اور اللہ کے دوست ہوتے ہیں اس لئے ان کا مقام بلند و بالا اور ان کا احترام ہم پر لازم ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ان کی تعلیمات پر صدقِ دل سے عمل کریں۔

الحمد اللہ تذکرہ حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ کا چوتھا ایڈیشن کچھ اضافوں اور ترمیمات کے ساتھ شائع ہو رہا ہے اُمید کہ یہ ایڈیشن بھی شرفِ قبولیت حاصل کرے گا یہاں اس بات کا ذکر بے محل نہ ہوگا کہ اس کتاب کے تیسرے ایڈیشن کو سال ۱۹۸۷ء کیلئے اُردو اکیڈیمی آندھرا پردیش کی جانب سے انعام دیا گیا ہے

۱۴ / شعبان المعظم ۱۴۱۲ھ
م ۱۹ / فبروری ۱۹۹۲ء

محمد معین الدین اختر

دیباچہ

(طبع پنجم)

اسلام کی بنیادی تعلیمات میں (۱) توحید و رسالت کا اقرار (۲) پنجگانہ نمازوں کی ادائیگی (۳) ماہ رمضان المبارک کے روزے رکھنا (۴) صاحب نصاب ہوں تو زکواۃ ادا کرنا اور (۵) عمر میں کم از کم ایک مرتبہ فریضۂ حج کی سعادت حاصل کرنا شامل ہے۔ اسلام کا یہ بھی بنیادی عقیدہ ہے کہ موت کے بعد قیامت میں سب کو پھر سے زندہ کیا جائے گا اور تمام اعمال کا حساب لیا جائے گا اور سب سے پہلے نماز کی پرسش ہوگی ہر مسلمان کی دلی آرزو یہی ہے کہ اُسے جنت ملے اور دوزخ سے محفوظ رہے۔ ظاہر ہے کہ اس مقصد کے حصول کے لئے متذکرۂ بالا اسلام کی بنیادی تعلیمات پر صدقِ دل سے عمل کرنا ضروری ہے۔

اولیاء اللہ، بزرگانِ دین، علمائے کرام اور مشائخ عظام نے اسلام کی تعلیمات پر عمل کر کے اپنی مثالی زندگیوں کا بہترین نمونہ عوام الناس کے سامنے پیش کیا اور اس طرح انہوں نے تبلیغ و اشاعتِ دین کا اپنا فریضہ ادا کیا اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب بھی ہوئے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ آج ہم بھی اسلام کی تعلیمات پر سختی سے عمل کریں اور اشاعتِ دین کے لیئے انہی خطوط پر کام کریں۔

الحمد اللہ۔ تذکرۂ حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ کا پانچواں ایڈیشن کچھ اضافوں اور تبدیلیوں کیساتھ حضرتؒ کے ۳۵ ویں سالانہ عرس شریف کے موقع پر آفسٹ پر شائع ہو رہا ہے اُمید کہ یہ ایڈیشن بھی شرفِ قبولیت حاصل کرے گا۔ زیر نظر کتاب کی کتابت و طباعت میں انور مسعود نے بے حد تعاون کیا جس کے لئے میں ان کا شکر گذار ہوں۔

محمد معین الدین اختر

۲۳ ر ذی الحجہ ۱۴۱۷ھ م یکم مئی ۱۹۹۷ء

دیباچہ

(طبع ششم)

آج دنیا کے کئی ممالک میں اخلاق و کردار کی گراوٹ، عورتوں اور کمزوروں کے حقوق کی پامالی، رنگ و نسل اور ذات پات کی بنیاد پر امتیازی سلوک عام ہے ان خرابیوں کے خاتمہ کے لئے یوں تو کئی اداروں کا قیام بھی عمل میں لایا گیا ہے لیکن دیانتداری و سچائی کے فقدان کے علاوہ تنگ نظری و تعصب کے باعث عدل و انصاف پر مبنی صالح معاشرہ کا قیام اور سب کے لئے ترقی کے یکساں مواقع کی فراہمی کا تصور ہنوز ایک خواب ہے علاوہ ازیں خوفِ خدا اور سچا مذہبی جذبہ بھی مفقود ہے مذہب سے دُوری بلکہ یوں کہا جائے تو بیجا ہوگا کہ دنیاوی مقاصد کے حصول کے لئے مذہب کا استعمال ایک نامناسب عمل نہیں رہا بلکہ ایک رواج بنتا جا رہا ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ مقدس قرآن پاک و احادیث شریف میں مندرجہ بالا تمام خرابیوں و ناانصافیوں سے پاک وصاف اور مکمل مساوات کی بنیاد پر ایک جامع صالح معاشرہ کے قیام کا حل موجود ہے مذہب اسلام نے عورتوں، یتیموں اور کمزوروں کے علاوہ بلا امتیاز رنگ و نسل اور

ذات پات سب کو مساوات کی بنیاد پر مکمل حقوق عطا کیے ہیں یہاں امیر کو غریب پر اور گورے کو کالے پر ہرگز فوقیت نہیں ہے بلکہ سب کو برابری کا درجہ دیا گیا ہے بقول علامہ اقبال رح

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

شہروں و دیہات کی مساجد ہوں کہ کعبۃ اللہ شریف یا میدانِ عرفات، اندرونِ مسجد ہو کہ بیرونِ مسجد اسلام نے سب کو برابری کے مواقع فراہم کیے ہیں۔ ہاں فوقیت اور افضلیت دی گئی ہے صرف اور صرف تقویٰ و پرہیزگاری کی بنیاد پر۔

مقدس قرآنِ پاک اور احادیث شریف کے احکامات کے عین مطابقت میں اولیاء اللہ و صوفیائے کرام نے تمام انسانوں کی بھلائی کے لئے بلا امتیازِ مذہب و ملت قابلِ قدر اور بے لوث خدمات انجام دی ہیں۔ احکاماتِ خداوندی و ارشاداتِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو عام کرنے کے لئے انہوں نے انتہائی خلوص و محبت کے ساتھ خالص انسانیت کا ماحول پیدا کیا اور مخلوقِ خدا کو خدا سے قریب کر کے ان کو سکونِ قلب اور ان کے بے چینی و ہیجان کے ماحول میں انہیں تسکین و راحت عطا کی۔ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ قرآن پاک و احادیث شریف کے آفاقی پیام کو مثالی کردار اور عمل کے ذریعے عام کیا جائے تاکہ اس دنیا میں بسنے والے تمام مخلوق خدا اسلام کی تعلیمات سے فیض پاتے ہوئے نجات پا سکیں۔

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے اور صدقہ ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ زیر نظر کتاب "تذکرہ حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادری رح" مقبولیت کے مدارج طے کرتے ہوئے از سر نو چھپ کر (طبع ششم) منظر عام پر آرہی ہے عزیز اردو داں اصحاب کے مسلسل اصرار پر انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب اس کتاب کا ہندی ترجمہ بھی کتابی شکل میں شائع کیا جائے گا یہاں اس بات کا ذکر بے محل نہ ہوگا کہ اردو اکادمی دہلی کی جانب سے شائع شدہ "ہندوستان کے اردو مصنفین اور شعراء کی ڈائرکٹری کے صفحہ ۷۸ پر تذکرہ حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادری رح کے مولف کے بارے میں ضروری معلومات درج کئے گئے ہیں۔

محمد معین الدین اختر

۱۸/محرم الحرام ۱۴۲۲ھ
۱۳/ اپریل ۲۰۰۱ء
بروز جمعہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

(شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان و نہایت رحم والا ہے)

اوّل کلمہ طیبّہ:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں

دوّم کلمہ شہادت:

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ

وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ ۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ ایک اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اُس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

حدیث شریف

- حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا خلوصِ دل سے اعتراف کیا تو اس کا جنّت میں داخل ہونا ضروری ہے اس پر آگ کا عذاب حرام کر دیا جاتا ہے (بخاری ومسلم)
- کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ جنّت کے قفل کی کنجی ہے۔ لیکن ہر کنجی کے لئے دندانوں کا ہونا ضروری ہے۔ اگر کنجی ہے دندانے نہ ہوں تو قفل نہیں کھل سکتا۔ اسی طرح اگر کلمۂ توحید کے ساتھ اعمال صالحہ نہ ہوں تو جنّت کا قفل کھلنا بھی مشکل ہے۔

(بخاری فی ترجمہ الباب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵

حمد

یہاں بھی تو وہاں بھی تو زمیں تیری فلک تیرا
کہیں ہم نے پتہ پایا نہ ہرگز آج تک تیرا

صفات و ذات میں یکتا ہے تو اے واحدِ مطلق
نہ کوئی تیرا ثانی ہے نہ کوئی مشترک تیرا

جمالِ احمد و یوسف کو رونق تو نے بخشی ہے
ملاحت تجھ سے شیریں حسن شیریں میں نمک تیرا

تیرے فیض و کرم سے نور و نار آپس میں یکدل ہیں
ثناگر یک زباں ہر ایک ہے جن و ملک تیرا

کسی کو کیا خبر کیوں خیر و شر پیدا کیئے تو نے
کہ جو کچھ ہے خدائی میں وہ ہے لاریب و شک تیرا

نہ جلتا طور کیونکر کس طرح موسیٰ نہ غش کھاتے
کہاں یہ تاب و طاقت جلوہ دیکھے مردمک تیرا

دعا ہے یہ کہ وقت مرگ اس کی مشکل آساں ہو
زباں پر داغ کے نام آئے یارب یک بیک تیرا

حضرت مرزا داغ دہلوی

نعت شریف

کیوں چاند میں کھوئے ہو، اُلجھے ہو ستاروں میں
آقا کو میرے ڈھونڈو، قرآن کے پاروں میں

اُن کے ہی پسینے کی خوشبو ہے بہاروں میں
اُن کی ہی تجلی ہے، اِن چاند ستاروں میں

جبرئیل کی آنکھوں نے دُنیا میں بہت ڈھونڈا
تم سا نا حسین دیکھا، لاکھوں میں ہزاروں میں

اے کاش کبوتر ہی ہم بن کے رہے ہوتے
اس گنبد خضرا کے پُر نور میناروں میں

ہم تجھ کو بتائیں گے، جنّت کسے کہتے ہیں
آ بیٹھ کبھی نزدیک، ہم درد کے ماروں میں

رضواں تیری جنّت کو فرصت جو ملے دیکھوں
کھوئی ہے ابھی نظریں طیبہ کے نظاروں میں

سرکارِ مدینہ کی اُلفت میں جو مرتے تھے
اللہ کے وہ بندے زندہ ہیں مزاروں میں

طیبہ کے فقیروں کی ٹھوکر میں زمانہ ہے
تاریخ بتاتی ہے یہ رازؔ اشاروں میں

حضرت راز الہ آبادی

نعتِ شریف

بہ باقی زندگی یوں ہی بسر ہو یا رسول اللہ
تمہارا سنگِ در اور میرا سر ہو یا رسول اللہ

گنہگاروں میں شامل ہوں مگر مایوس نہیں ہرگز
لیے ہے سایہ تمہارا در گزر ہو یا رسول اللہ

غلامِ مصطفےٰ بے چین کیوں ہو آپ کا ہو کر
مصائب ہیچ ہیں بس اک نظر ہو یا رسول اللہ

بلا لو اب مدینے میں سکونِ دل نہیں باقی
مرے مدِ نظر بس آپ کا در ہو یا رسول اللہ

یہ اختر عاصی دعا جز کھڑا ہے آپ کے در پر
تمنا بس یہی ہے یہ بھی منظورِ نظر ہو یا رسول اللہ

محمد معین الدین اختر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان و نہایت رحم والا ہے)

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ الخ

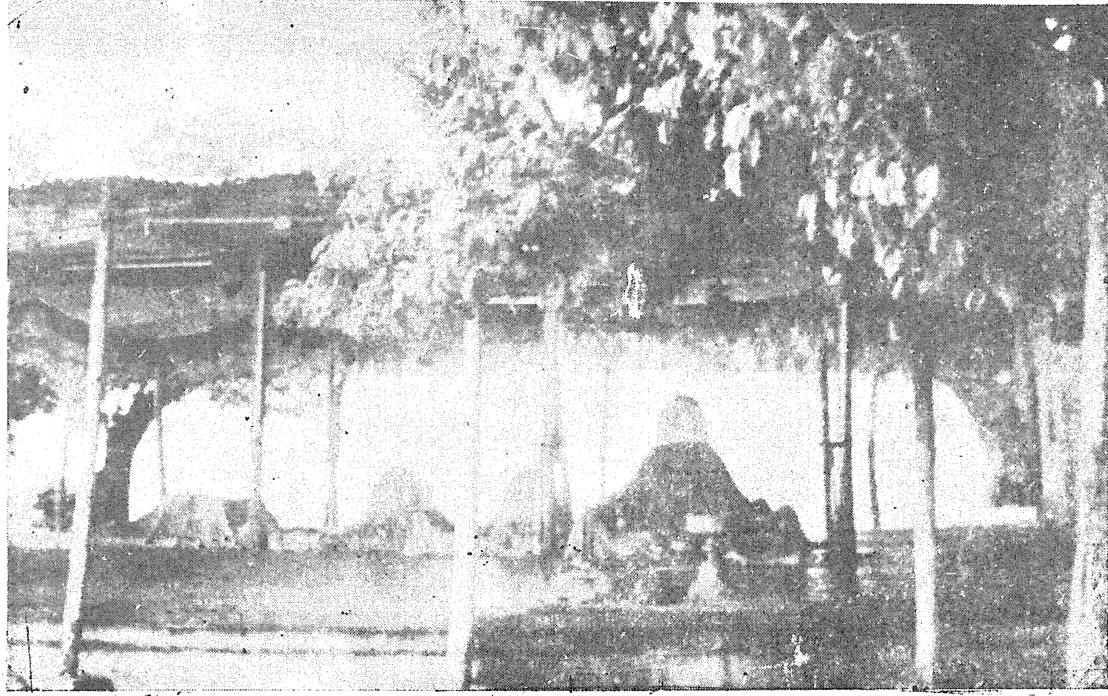
(پارہ ۱۱ رکوع ۱۲ سورۂ یونس رکوع ۷ آیت کریمہ ۶۲)

ترجمہ: یاد رکھو اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ (ناک واقعہ پڑنیوالا) ہے اور نہ وہ (کسی مطلوب کے فوت ہونے پر) مغموم ہوتے ہیں۔

تفسیر: یعنی اللہ تعالیٰ ان کو خوفناک اور غمناک حوادث سے بچاتا ہے خوف سے خوفِ حق اور غم سے غم آخرت مراد نہیں ہے بلکہ دنیوی خوف و غم کی نفی مراد ہے جس کا احتمال مخالفتِ اعداء سے ہوسکتا ہے وہ مومنین کاملین کو نہیں ہوتا۔ ہر وقت ان کا اللہ پر اعتماد ہوتا ہے ہر واقعہ کی حکمت کا اعتقاد رکھتے ہیں اس میں مصلحت سمجھتے ہیں۔

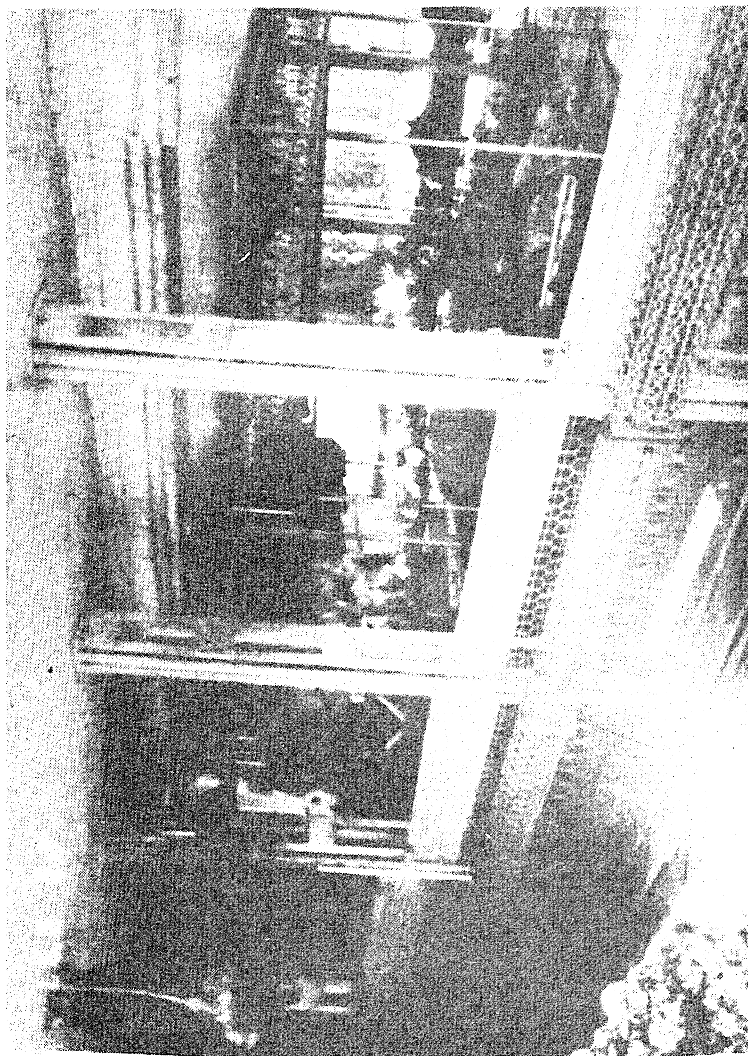
اولیاء اللہ کے معنیٰ: جس شخص کا دل اللہ سبحانہ کے نورِ معرفت میں مستغرق ہو اس طرح کہ اگر دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے دلائلِ قدرت ہی کو دیکھتا ہے اور اگر سنتا ہے تو اللہ سبحانہ کے آیات ہی سنتا ہے اور اگر بولتا ہے تو اللہ پاک کی حمد و ثنا ہی کرتا رہتا ہے اور اگر حرکت کرتا ہے تو اللہ جل شانہٗ کی خدمت ہی میں حرکت کرتا ہے اور اس کی تمام تر کوششیں طاعتِ الٰہی ہے اور اس کے سوا کچھ نہیں تو بس یہ صورت خداوند تعالیٰ کے غایتِ قرب اور کمالِ تقرب کی ہے اور یہ صفات جس شخص میں موجود ہوں وہ ولی اللہ ہے ع[1]

ع[1] بموجب "واعظ" ماہنامہ جلد ۱۳ نمبر ۱۳ بابتہ ہفتہ اول ربیع الثانی ۱۳۴۴ھ



۴۔ مزارات مبارک حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ ۔ حضرت سید شاہ فیض اللہ قادریؒ حضرت سید شاہ چندا قادریؒ ۔ حضرت زہرہ بیؒ

۴۔ مزارات شریف (قدیم شیڈس کے ساتھ)



۵۔ مزاراتِ مبارکؓ (جدید شیڈس کے ساتھ)

حدیث شریف

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی کرے گا اس شخص کو میری طرف سے اعلانِ جنگ ہے اور میرا بندہ میری کسی محبوب چیز کے ذریعہ میرا اتنا قرب حاصل نہیں کرسکتا جتنا کہ میرے فرائض کو ادا کرکے میرا قرب حاصل کرسکتا ہے۔ میں جب اپنے بندے کو اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور میں اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے کہ وہ دیکھتا ہے۔ میں اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور میں اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور وہ اگر مجھ سے کسی چیز کا سوال کرتا ہے تو میں ضرور ضرور اس کو عطا کرتا ہوں۔ اور اگر وہ میری پناہ مانگتا ہے تو میں ضرور ضرور اس کو پناہ دیتا ہوں۔

(مشکوٰۃ شریف)

ارشاداتِ حضرت غوث الاعظم دستگیر رحمۃ اللہ علیہ

- جس کسی نے اپنے حکمراں کو خوش کرنے کی کوشش کی جو ظالم ہے سنگدل ہے، بدکار ہے خدا کے احکام اور اس کے دین کا احترام نہیں کرتا اور اتباعِ سنت کی مخالفت کرتا ہے اور جو خدا کے بندوں پر گناہ و زیادتی کے ساتھ حکومت کرتا ہے وہ بدترین انسان ہے۔
- اے لوگو! اللہ اور اس کے رسول ؐ کی پیروی کرو، اس کے احکام پر صدقِ دل سے عمل کرو، صبر کرو کہ صبر کرنا اچھی بات ہے کشائش کا انتظار کرو، اللہ کی ذات سے کبھی ناامید نہ ہو، توبہ کر کے گناہوں سے پاک ہو جاؤ اور اپنے رب کی عبادت کرو اور اس کے دروازے سے کبھی نہ ہٹو۔
- حق تعالیٰ نہ قول بلا عمل کو قبول فرماتا ہے اور نہ عمل بلا اخلاص کو، کوئی چیز بھی کیوں نہ ہو جب تک وہ قرآن اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس کو قبول نہ فرمائے گا۔
- مخلوق بے بس و عاجز ہے نفع و نقصان اللہ کے ہاتھ ہے ایمان کا ثمرہ عرفانِ ذاتِ حق اور معبودِ حقیقی کی پہچان ہے۔ معرفتِ حق سے محرومی ہی سب سے بڑی تباہی ہے اور ایسے محروم لوگ ہی معبودانِ باطل کے شکار رہا کرتے ہیں اور ہمیشہ شرک و کفر، معصیت اور گناہ کے اندھیروں میں گم رہا کرتے ہیں۔

بابِ اوّل

ابتدائی حالات حضرت سیّد شاہ اسمٰعیل قادریؒ

حضرت سید شاہ اسمعیل قادریؒ نویں صدی ہجری کے وسط میں ایک خداترس اور نیک سیرت بزرگ گزرے ہیں خوش خلقی، غربار و فقرا کے ساتھ ہمدردی، مہمان نوازی، سادات اور علماء سے محبت آپؒ کے نمایاں اوصاف تھے ۔ ضلع محمد آباد بیدر تشریف فرما ہونے والے کئی اولیاء اللہ میں حضرتؒ کا مقام اور رتبہ نمایاں ہے۔ آپ سعاداتِ حسینی سے ہیں۔

حضرت کو اس جہان فانی سے پردہ فرمائے ہوئے تقریباً ۵۳۵ سال کا عرصہ ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود آج بھی حضرتؒ کے مزار شریف پر ہزاروں زائرین و معتقدین بلالحاظ مذہب و ملت حاضر ہوتے اور اپنی والہانہ عقیدت کا اظہار کرتے ہیں حضرت کے مزار شریف پر زائرین و معتقدین کے ہجوم کو دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ کئی صدیاں گذرنے کے باوجود حضرت کی عظمت و مقبولیت میں روز افزوں اضافہ ہی ہوتا جارہا ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیاوی اقتدار رکھنے والی بڑی سے بڑی شخصیتیں بام عروج پر پہونچ کر روبہ زوال ہو جاتی ہیں لیکن اللہ کے محبوب بندے یعنی اولیاء اللہ اور بزرگانِ دین کو جو قبولِ عام حاصل ہوتا ہے اسے کوئی زوال نہیں۔ بقول حافظ شیرازیؒ

ے۱ محمد عبدالجبار خان صوفی ملکاپوری محبوب ذی المنن تذکرۂ اولیائے دکن حصہ اوّل جلد سوم (مطبوعہ اردو صفحہ ۱۳۲)

ہرگز نمیرد آں کہ دلش زندہ شد بہ عشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

اولیاء اللہ اور بزرگانِ دین کی عظمت و مقبولیت کا راز یہ ہے کہ یہ خدا کے سچے و اطاعت گذار بندے ہوتے ہیں اور خود کو ذاتِ حق میں فنا کر دیتے ہیں انھیں دُنیا کی ظاہری چمک دمک اور آرام و آسائش سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی بلکہ وہ مالکِ حقیقی کے احکام اور شریعتِ محمدیؐ پر صدقِ دل سے خود عمل کرتے ہیں اور دوسروں کو عمل پیرا ہونے کی اپنے قول و فعل سے تلقین فرماتے رہتے ہیں۔ اولیاء اللہ دولت و اقتدار سے ہمیشہ احتراز کرتے رہے ہیں چنانچہ اس کے عوض اللہ تعالیٰ اپنے ان محبوب بندوں کو اپنے فضل و کرم سے بے حساب نوازتا اور ان کو تا ابد مقبولیت عطا فرماتا ہے جو ایک لازوال کیفیت ہے یہی وجہ ہے کہ ان اولیاء اللہ کے آستانوں پر نہ صرف غریب اور امیر بلکہ ہر دور کے صاحبانِ اقتدار بلا لحاظ مذہب و ملت حاضر ہونے کو اپنی عین سعادت سمجھتے ہیں اور فیض پاتے ہیں۔

مختلف کتب و رسائل کے مطالعہ اور کئی اہلِ علم اصحاب سے ربط پیدا کرنے کے باوجود راقم الحروف کو حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ کے سنہ ولادت، مقام ولادت اور سلسلۂ ارادت کے بارے میں ضروری معلومات حاصل نہ ہو سکیں اور یہ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ آپ کس عمر شریف میں اور کس مقام سے بیدر تشریف لائے تھے علاوہ ازیں آپ کے وطن کے بارے میں بھی ضروری معلومات فراہم نہ ہو سکیں ہیں۔

شجرۂ نسب حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ

تذکرۃ القادری، محبوب ذی المنن تذکرۂ اولیائے دکن تاریخ خورشید جاہی اور تاریخ رشید الدین خانی میں حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ کا شجرۂ نسب درج ہے

جس کی تفصیلات ذیل میں پیش ہیں۔

شجرۂ نسب (۱)

حضرت سید اسمٰعیلؒ بن حضرت سید حسینؒ بن حضرت سید ابوالحسینؒ بن حضرت سید محمدؒ بن حضرت سید قطب عالمؒ بن حضرت سید علیؒ بن حضرت سید زین الدینؒ بن حضرت سید سراج الدینؒ بن حضرت مخدوم سید اسمٰعیلؒ بن حضرت سید علی اصغرؒ بن حضرت سید عبدالعزیزؒ بن حضرت سید شمس الدینؒ بن حضرت سید محمدؒ بن حضرت سید قطب عالمؒ بن حضرت سید عالمؒ بن حضرت سید مسعودؒ بن حضرت سید قطب عالمؒ بن حضرت سید شرف الدینؒ بن حضرت سید ابوجمالؒ بن حضرت سید محمدؒ بن حضرت سید ابومحمدؒ بن حضرت سید طاہرؒ بن حضرت سید عظامؒ بن حضرت سید عبداللہؒ بن حضرت سید ابوکمالؒ بن حضرت سید عیسیٰؒ بن حضرت سید علیؒ بن حضرت سید محمد علی القریشیؒ بن حضرت سید امام موسیٰ کاظمؓ بن حضرت امام جعفر صادقؓ بن حضرت امام محمد باقرؓ بن حضرت امام زین العابدینؓ بن حضرت امام حسینؓ شہید کربلا (بموجب تذکرۃ القادریؒ[۱])

مندرجہ بالا شجرۂ نسب میں ایک نام حضرت سید محمد علی القریشیؒ ہے جبکہ ایک دوسرے شجرۂ نسب میں یہی نام بجائے حضرت سید محمد علی القریشیؒ کے حضرت سید محمد علی القرشیؒ ملتا ہے اور یہ صحیح معلوم ہوتا ہے اور عین ممکن ہے کہ یہ نام تذکرۃ القادریؒ میں کتابت کی غلطی کی وجہ سے بجائے علی القرشیؒ کے علی القریشیؒ لکھا گیا ہے۔

۱؎ محمد قادر خان منشی تذکرۃ القادری (مخطوط - فارسی) صفحہ ۴۶ اسٹیٹ سنٹرل لائبریری حیدرآباد داخلہ نمبر ۱۰۸۶ جدید

نوٹ: تمام مخطوطات اسٹیٹ سنٹرل لائبریری سے اسٹیٹ آرکائیوز حیدرآباد کو منتقل کئے گئے ہیں

شجرۂ نسب (۲)

حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادری بن حضرت سید شاہ حسین بن حضرت سید ابوالحسن

بن حضرت سید شاہ محمد قطب عالم ثانی بن حضرت سید شاہ علی زین الدین بن حضرت سید مخدوم سراج الدین بن حضرت شاہ اسمٰعیل علی اصغر بن حضرت سید شاہ شمس الدین بن حضرت عبدالعزیز بن حضرت سید شاہ محمد قطب عالم بن حضرت شاہ مسعود قطب عالم بن حضرت سید شاہ شرف الدین صومعی بن حضرت سید شاہ محمد ابوجمال الخ

نسب کا سلسلہ حضرت امام جعفر صادق رضؓ سے ملتا ہے

(بموجب محبوب ذی المنن تذکرہ اولیائے دکن ع[۱])

متذکرۂ بالا دونوں شجرۂ نسب کے بغور مطالعہ سے یہ نتیجہ بآسانی اخذ کیا جاسکتا ہے کہ ان دونوں شجروں میں کچھ فرق پایا جاتا ہے چنانچہ آخرالذکر شجرۂ نسب میں مندرجہ ذیل اہم نام شامل نہیں ہیں جب کہ یہ سب نام اوّل الذکر شجرۂ نسب میں موجود ہیں۔

حضرت سید محمد، حضرت سید عالم، حضرت سید محمد بن حضرت سید ابو محمد بن حضرت سید طاہر بن حضرت سید عظام بن حضرت سید عبداللہ بن حضرت سید ابوکمال بن حضرت سید عیسیٰ بن حضرت سید علی بن حضرت سید محمد علی القریشی بن حضرت سید امام موسیٰ کاظم رضؓ بن حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضؓ بن حضرت سیدنا امام محمد باقر رضؓ بن حضرت سیدنا امام زین العابدین رضؓ بن حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام

ع[۱] محمد عبدالجبار خاں صوفی ملکاپوری، محبوب ذی المنن تذکرۂ اولیائے دکن صفحہ ۱۳۱

علاوہ ازیں آخر الذکر شجرۂ نسب میں اول الذکر شجرۂ نسب کے مقابل بعض ناموں کی ترتیب میں بھی کافی فرق پایا جاتا ہے۔

شجرۂ نسب (۳)

تاریخ خورشید جاہی[ع۱] اور تاریخ رشید الدین خانی[ع۲] میں حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادری رح کا یوں تو کوئی تفصیلی شجرۂ نسب درج نہیں ہے لیکن صرف اتنا ذکر موجود ہے کہ حضرت کا سلسلۂ نسب انتیس واسطوں سے حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم رض کو پہنچتا ہے چنانچہ شجرۂ نسب از تذکرۃ القادری میں بھی حضرت کا سلسلۂ نسب انتیس واسطوں سے ہی حضرت موسیٰ کاظم رض تک پہونچتا ہے۔

شجرۂ نسب (۴)

متذکرہ بالا تین شجرۂ نسب کے علاوہ حضرت کا ایک اور شجرۂ نسب مولوی فرید الدین صاحب[ع۳] کے مملوکہ قلمی شجروں سے حاصل کیا گیا ہے جو مکمل طور پر شجرۂ نسب مندرجہ تذکرۃ القادری سے مطابقت رکھتا ہے لیکن ان دونوں شجروں میں صرف ایک نام کے بارے میں معمولی سا فرق پایا گیا ہے وہ فرق یہ ہے کہ شجرۂ نسب مندرجہ تذکرۃ القادری میں ایک نام حضرت سید محمد علی القریشی رح لکھا ہوا ہے

ع۱ محمد غلام امام خاں ترین۔ تاریخ خورشید جاہی معہ ضیاء خورشید (مطبوعہ اردو) صفحہ ۲۲۳

ع۲ محمد غلام امام خاں ترین المتخلص بہ ہجر تاریخ رشید الدین خانی و بر حاشیہ خورشید جاہی (مطبوعہ اردو) صفحہ ۲۳۱ (یہ کتاب محمد احمد نقشبندی قادری صاحب مالک الحسنات ٹی اسٹال متصل کمان شمس الامراء ارشاد گنج حیدر آباد سے شکریہ کے ساتھ مطالعہ کے لیئے حاصل کی گئی تھی۔

ع۳ مولوی سید شاہ فرید الدین صاحب قادری سجادہ نشین مسجد و درگاہ حضرت شاہ لگن رح حیدر آباد

جب کہ یہی نام اس چوتھے شجرۂ نسب میں حضرت سید محمد علی القرشیؒ لکھا ہے جو درست معلوم ہوتا ہے۔

متذکرہ بالا چاروں شجرۂ نسب میں چونکہ شجرۂ نسب از تذکرۃ القادری ہی مکمل ہے اور دیگر تین شجرۂ نسب تھوڑے بہت فرق کے ساتھ اسی شجرۂ نسب سے مطابقت رکھتے ہیں اس لئے شجرۂ نسب[1] از تذکرۃ القادری ہی حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ کا صحیح اور مکمل شجرۂ نسب قرار پاتا ہے۔

تاریخ خورشید جاہی[1] میں حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ کے نانا کا نام حضرت سید شاہ حسینیؒ کوکی درج ہے جبکہ تاریخ رشید الدین خانی[2] میں حضرت سید شاہ حسینؒ کوکی لکھا گیا ہے لیکن ان دونوں کتب میں درج حضرت کے نانا کے نام میں یکسانیت نہیں پائی جاتی اور ان کے تاریخ ولادت یا تاریخ وصال کا بھی ذکر نہیں ہے۔

زیرِ نظر کتاب (طبع اول) کے صفحہ نمبر ۲۴ پر لکھا گیا تھا کہ حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ حضرت سید شاہ چیندا حسینیؒ کوگی شریف (وصال ۱۰ شعبان ۸۵۸ھ)[3] کے نواسے ہوتے ہیں۔

چونکہ حضرت سید شاہ چیندا حسینیؒ کوگی شریف کا وصال ۸۵۸ھ میں ہوا

---

[1] صفحہ ۲۲۳

[2] صفحہ ۲۳۱

[3] محبوب ذی المنن تذکرۃ اولیائے دکن صفحہ ۲۵۳ سید شاہ چیندہ حسینی صوفی مراۃ الحقیقت صفحہ ۱۹

اور ان کے وصال کے ۴۲ سال بعد حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ کا وصال ۸۸۲ھ میں ہوا۔ علاوہ ازیں حضرت کے نانا کے مقام مزار شریف کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور ہر کتاب میں گوگی درج ہے اور حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ کے منجلے صاحبزادے کا اسم گرامی حضرت سید شاہ چندا قادریؒ ہے اس لحاظ سے یہ قرینِ قیاس ہے کہ حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ حضرت سید شاہ چندا حسینیؒ (گوگی شریف) کے نواسے قرار پاتے ہیں یہ مسئلہ بہرحال تحقیق طلب ہے۔

حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ (وصال ۸۸۲ھ اور مزار شریف بمقام گھوڑواڑی شریف) سے متعلق تذکرہ "معشوقِ الٰہی" مصنفہ مولوی میراں احمد الدین سید شاہ مرتضیٰ قادری صاحب سجادہ نشین حضرات گنج محل بیجاپور (تاریخ اشاعت اگست ۱۹۷۳ء) میں جو بھی معلومات (مثلاً شجرۂ نسب سلسلہ ارادت، اولاد، تاریخ وصال اور مقام مزار وغیرہ) درج ہیں وہ ازسرتاپا غیر صحیح ہیں اس لئے کہ مستند کتابوں میں ان کے استدلال کی تصدیق میں کوئی ذکر نہیں ملتا۔ علاوہ ازیں تذکرۂ معشوقِ الٰہی کے مصنف نے اپنے بیان کی تائید میں کسی ماخذ کا حوالہ بھی پیش نہیں کیا ہے۔

بابِ دوّم

سرکاری خدمات

تاریخ خورشید جاہی معہ ضیاء خورشید[1]۔ تاریخ رشید الدین خانی[2] اور محبوب ذی المنن تذکرۂ اولیاء دکن[3] کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت

ح[1] صفحہ ۲۲۲ ح[2] صفحہ ۲۳۰ ح[3] صفحہ ۲۳۱

سید شاہ اسمٰعیل قادری سلطان علاؤ الدین بہمنی (۸۳۸ھ م ۱۴۳۵ء تا ۸۶۲ھ م ۱۴۵۷ء) کے دورِ حکومت میں برسرِ خدمت تھے اور آپ کا مستقر شہر بیدر ہی تھا لیکن ان کتب میں یہ وضاحت نہیں کی گئی ہے کہ آپ کی خدمت کس نوعیت کی تھی اور آپ کتنے عرصہ تک برسرِ خدمت رہے تھے۔

چونکہ حضرت نے اپنے قیام بیدر کے زمانے میں ایک برہمن لڑکی کو جو بادشاہِ وقت کے محل میں بالجبر داخل کی گئی تھی بچانے کے لیئے فوجی لباس زیبِ تن فرمایا اور محل میں داخل ہوئے تھے ؏۱ اس لئے یہ عین ممکن ہے کہ حضرت بہمنی دورِ حکومت میں بہ زمانۂ سلطان علاء الدین بہمنی شاہی افواج میں برسرِ خدمت رہے ہوں گے (واللہ اعلم بالصواب)

برہمن لڑکی کا واقعہ

سلطان ہمایوں شاہ ظالم بہمنی اپنے ظلم وستم اور بدکاریوں کے باعث بہمنی خاندان کے ایک بدنام بادشاہ کی حیثیت سے مشہور ہے اس بادشاہ کی سخت گیری اور غیض و غضب کا یہ عالم تھا کہ اس کے امراء و درباری دربار میں حاضر ہونے سے پہلے اپنے اہل و عیال کو ضروری وصیت کر کے سلطان کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے کیونکہ ان کی دربار سے واپسی غیر یقینی سمجھی

؏۱ محمد قادر خان منشی تذکرۃ القادری (مخطوطہ فارسی) صفحہ نمبر ۴۵ سید محمد عبدالرحمٰن سقاف۔ حدیقۂ رحمانی (مخطوطہ اردو) صفحہ نمبر ۲۵۵ مملوکہ مولوی شاہ فریدالدین احمد قادری صاحب برادر سجادہ نشین درگاہ حضرت میراں شاہ بغدادی لنگر حوض حیدر آباد۔ تاریخ خورشید جاہی معہ ضیاء خورشید صفحہ ۲۲۲ تاریخ رشیدالدین خانی وبرحاشیہ تاریخ خورشید جاہی صفحہ ۲۳۰

جاتی بھی ظاہر ہے کہ ایسے ظالم اور سخت گیر بادشاہ کے خلاف کسی بھی قسم کا اقدام کرنا کوئی آسان کام نہ تھا لیکن حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ نے ان تمام اندیشوں سے بے نیاز اور اس کے غیض و غضب سے بے پرواہ ہو کر انتہائی دلیری کے ساتھ ایک مظلوم برہمن لڑکی کو اس ظالم بادشاہ کے چنگل سے آزاد کروایا۔ حضرت نے سلطان ہمایوں شاہ ظالم بہمنی کے خلاف کامیاب اقدام کرکے یہ ثابت فرمادیا کہ اسلام کے سچے پیرو عدل و انصاف اور اخلاقی اقدار کے تحفظ کے لئے ذات پات کے امتیازات کو روا نہیں رکھتے بلکہ ہمیشہ مظلوم انسانوں کی مدد کے لئے دشواریوں و خطرات کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے ہیں اور ایسے معرکوں میں پروردگارِ عالم مردانِ حق ہی کو کامیاب اور کامران فرماتے ہیں۔

تذکرۃ القادری[1] حدیقۂ رحمانی[2] تاریخ خورشید جاہی[3] اور تاریخ رشید الدین خانی[4] میں یہ واقعہ یوں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ کا ایک برہمن ہمسایہ تھا اور اس کی ایک لڑکی تھی وہ بچپن میں حضرت کے ہاں آیا جایا کرتی تھی جب وہ بالغ ہوئی تو اس کے حسن کے چرچے عام ہوئے اس لڑکی کی خوبصورتی کی اطلاع بادشاہ وقت تک پہونچی اور بادشاہ بالآخر اس لڑکی کو طلب کیا چنانچہ بادشاہ کے حکم پر اس لڑکی اس کے ماں باپ سے چھین کر محل سرائے میں داخل کر دیا گیا۔ اس واقعہ کے فوری بعد لڑکی کے بے بس و لاچار والدین حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور لڑکی کے اغواء کا مکمل واقعہ بیان کیا اور حضرت سے مدد کی درخواست کی۔ لڑکی کے واقعات کی تفصیلات سن کر حضرت بے حد متاثر ہوئے اور فوری فوجی لباس زیب تن فرما کر اس لڑکی کو بادشاہ کے چنگل سے آزاد

---

[1] صفحہ ۴۵ و ۴۶ [2] صفحہ ۲۵۵ [3] صفحہ ۲۲۲ و ۲۲۳ [4] صفحہ ۲۳۰ و ۲۳۱

کرانے کے لئے بادشاہِ وقت کے محل سرائے میں داخل ہوئے۔ آپ نے دیکھا کہ اس لڑکی کو پوری طرح سے آراستہ کرکے بادشاہ کے روبرو بٹھایا گیا ہے جونہی لڑکی نے آپ کو دیکھا دوڑکر آپ کی پناہ میں آگئی اور اطمینان کا سانس لیا۔ حضرت اس مظلوم لڑکی کو اپنے ساتھ لئے محل سرا سے باہر تشریف لے آئے اور اس کو اس کے ماں باپ کے حوالے فرمایا انھیں یہ نصیحت فرمائی کہ وہ کسی اور مقام کو منتقل ہوجائیں باوقار زندگی بسر کریں اور فرمایا خدا تمہاری مدد کرے گا۔ اس کے بعد حضرتؒ اپنے گھر تشریف لاکر اپنے تین فرزندوں اور محل محترمہ کے ہمراہ تیز رفتار گھوڑوں پر سوار ہوکر شہر بیدر سے مغرب کی جانب روانہ ہوگئے۔

اس واقعہ میں حضرت کی جانب سے بروقت مداخلت کے باعث لڑکی تو محفوظ رہی لیکن بادشاہ کو اس کے اپنے مقصد میں ناکامی پر بہت غصہ آیا۔ چنانچہ محل سرا کے محافظوں اور دربانوں سے انتہائی سختی کے ساتھ بازپرس کی گئی کہ انھوں نے حضرت کو محل سرا میں داخل ہونے کی اجازت کیسے دی اور انھیں کیوں نہیں روکا گیا۔ لیکن سب نے صاف جواب دیا کہ ہم میں سے کسی نے بھی حضرت کو محل میں داخل ہوتے ہوئے اور محل سے باہر تشریف لاتے ہوئے نہیں دیکھا۔ محل کے محافظوں اور دربانوں کے اس جواب پر ممکن ہے کہ بادشاہ مزید برہم ہوا ہوگا اور اس کے غیض وغضب کی کوئی انتہا نہ رہی ہوگی بالآخر بادشاہ نے حضرتؒ سے محض بدلہ لینے کی خاطر حضرت کو گرفتار کرنے کے لیئے اپنی فوج کو حکم دیا لیکن بموجب تذکرۃ القادری بادشاہ نے اپنی فوج کو یہ حکم دیا کہ حضرت سے بدلہ لیا جائے اور انھیں راستہ ہی میں قتل کردیا جائے۔

اس واقعہ کو محمد قادر خان منشی نے اپنی کتاب "تذکرۃ القادری"[1] میں اس طرح بیان کیا ہے۔

"آں حضرت بمکان خود تشریف آوردہ مادر و پدر آن دختر مستغاثی شدند آں حضرت جوش درگرہ دو سلاح برخود راست نمود۔ راست بحرم سرائے پادشاہی رفت کسے او را ندید۔ چوں بحرم سرا رسید دست آں دختر گرفتہ برداشتہ بیرون آورد و براسپ سوار ساختہ بما در و پدرش سپرد فرمود ہر جا کہ خواہند بروند و متواری شوند خدا یار شما است۔ پس اسباب خانہ انچہ دراں زودی بر داشتن توانستند برداشتہ و معہ ۔۔ پسراں و خود براسپان یا دپا سوار شدہ سوئے مغرب رواں شدند۔

چوں بیرون بلدۃ بیدر رسیدند در محل سرائے پادشاہی غلغلہ عجیب و ہائے ہوئے تو ہیب برخاست۔ حافظان دیوڑھی را مواخذہ کردند اوشاں (اوشان) صاف گفتند یکے از مایاں کرجیت عنقریب است ندید کہ از کجا آمد و بکجا رفت۔ پس از آثار و علامت شاں کہ ہمیشہ جبہ پوش می بودند و از خانہ شاں نیز خبر آمد کہ ہمیں وقت مضطربانہ معہ خانماں سوار شدہ مکان خالی گذاشتہ رفتند۔

"پس سراغ شاں فوج تعین شد کہ در اثنائے راہ ایشاں را بہ قتل رسانند و انتقام ایں معاملہ کشند۔"

---

[1] صفحہ ۴۵

ترجمہ:

حضرت (سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ) اپنے مکان کو تشریف لائے تو اس لڑکی کے ماں اور باپ آپ سے فریاد کئے۔ آپ جوش میں آئے اور ہتھیار سے مسلح ہو کر سیدھے محل شاہی گئے آپ کو کسی نے نہ دیکھا جیسے ہی شاہی محل میں داخل ہوئے اس لڑکی کا ہاتھ پکڑ کر اُٹھائے اور باہر لے آئے اور گھوڑے پر سوار ہوتے اور لڑکی کو اس کے ماں باپ کے حوالے کر کے فرمایا اب جہاں چاہیں چلے جائیں اور چھپے ہوئے رہیں۔ خدا تمہارا مددگار رہے بعد ازاں گھر کا جو کچھ بھی سامان تھا بعجلت ممکنہ اُٹھالیئے اور اپنے تینوں صاحبزادوں کے ساتھ ہوا رفتار گھوڑوں پر سوار ہوئے اور مغرب کی طرف روانہ ہوئے۔

جیسے ہی آپ مع فرزندان و اسباب شہر بیدر کے باہر ہوئے محل شاہی میں ہائے ہوئے کا ایک خوفناک اور عجیب شور اٹھا دیوڑھی کے محافظین سے پوچھ کچھ کی گئی تو انہوں نے صاف کہدیا کہ ہم میں سے ایک بھی جو جم غفیر ہے نہیں دیکھا کہ کہاں سے آیا اور کہاں گیا البتہ ان کے آثار و علامات سے کہ وہ چھپے پہنے ہوتے تھے اور یہ بھی اطلاع ملی کہ وہ اسی وقت بے قراری و عجلت میں اپنے سامان کو لے کر چلے گئے اور مکان کو خالی چھوڑ دیئے۔ ان کا پتہ لگانے (معلومات حاصل کرنے) کے لئے ایک فوج مقرر کی گئی اور حکم دیا گیا کہ اس معاملہ کے بدلہ میں انتقاماً راستہ ہی میں ان کا قتل کر دیا جائے۔"

تاریخ خورشید جاہی مع ضیاء خورشید ع۱ اور تاریخ رشید الدین خانی ع۲ کے مصنف محمد غلام امام خاں ترین نے متذکرہ بالا واقعہ کو یوں لکھا ہے :

"روایت سے مشہور ہے کہ آپ مع سہ فرزند سرکار علاؤ الدین بہمنی میں نوکر تھے ۔ ایک لڑکی برہمن کی ہمسایہ میں آپ کے تھی عہد طفلی سے وہ خدمت میں آپ کے آیا کرتی تھی جب سیر تمیزی ہوتی ، حسن دلکش نکالا وصف جمیل اس کا محل سرا میں گیا ۔ ایک دن بے رضا مندی ماں باپ کے لوگ سرکاری در آئے اور اس کو کھینچکر محل سلطانی میں لے گیا (لے گئے) عورات محل نے چاہا کہ رات الانواع حلل گرانمایہ سے آراستہ کر کے نظر میں سلطان کے لائیں ۔ آپ کو خبر ہوئی ۔ جوشن پہن کر نکلے ۔ سلاح تن پر آراستہ کیا ۔ حرم پادشاہی میں گئے ۔ حکمت الٰہی چوکیداروں نے نہ دیکھا ، یہاں تک کہ وہاں پہونچے کہ وہ لڑکی آگے بادشاہ کے بیٹھی تھی جب آپکو دیکھا دوڑ کر آگے آئی ۔ آپ ہمراہ لے کر باہر نکلے ماں باپ پاس اوس کے پہنچا دیا ۔ کہا ۔ اب یہاں سے بھاگ کہیں جا کے پوشیدہ ہو جان کو اپنی سلامت رکھ اور ناموس کی حفاظت کریں اپنے گھر کو آئے اور گھوڑوں پر سوار ہو کر مع ہر سہ فرزند و خاتون شہر بیدر سے باہر نکلے پادشاہ کو خبر ہوئی واسطے پکڑنے کے فوج روانہ کی ۔"

سید محمد عبدالرحمن سقاف ، مصنف "حدیقہ رحمانی ع۳" نے زیر بحث واقعہ کو اس طرح لکھا ۔

"روایت ایک برہمن کی لڑکی جو بہت حسین تھی ہمسایہ میں آپ

ع۱ صفحہ ۲۲۲ و ۲۲۳ ع۲ صفحہ ۲۳۰ و ۲۳۱

ع۳ صفحہ ۲۵۵ و ۲۵۶

کے رہتی تھی اور ایامِ طفلی سے آپ کی خدمت میں آیا جایا کرتی تھی
جب وہ جوان ہوئی حُسن دوگونہ ہوا اور ہر ایک اوسکی حُسن پر فریفتہ
تھا رفتہ رفتہ اس کے حسن وجمال کی خبر محل سرائے پادشاہی میں پہونچی۔
یکدفعہ اہلِ کارانِ شاہی بے رضامندی والدین بجبر تمام اوس لڑکی کو پکڑ
لے گئے اور عورات محل سرائے کے لباس فاخرہ سے آراستہ کر کے بادشاہ
کے خدمت میں بھیجنا چاہا۔ جب اس بات سے آپ کو اطلاع ہوئی۔ آپ
کو بُرا معلوم ہوا۔ جوشن پہنکر اور سلاح سے آراستہ ہو کر حرم سرائے سلطان
میں گئے۔ بحکم قادرِ ذوالجلال کوئی حاجب اور دربان آپ کو نہ دیکھا
یہاں تک کہ آپ روبرو بادشاہ کے پہونچے۔ دیکھا وہ لڑکی بادشاہ
کے سامنے بیٹھی ہے آپ کو دیکھ کر دوڑی ہوئی آئی۔ آپ اسکو لیکر محل
سرا سے باہر آئے اور والدین میں اس کو پہونچا دیا اور تاکید کی کہ کسی
جائے پر چھپ رہو اور آپ گھر کو تشریف لاکر معہ ہر ۳ صاحبزادگان
و بی بی بیدر سے نکل کر روانہ ہوئے۔ سلطان برائے دستگیری آپ
کے فوج کو بھیجا۔"

شاہی فوج کے ساتھ جنگ

بہرحال لڑکی کی بازیابی کے بعد حضرتؒ اپنے تین فرزندوں اور محل عالیہ کے
ہمراہ بیدر سے روانہ ہوئے بادشاہ نے محض حضرت سے بدلہ لینے کی خاطر فوج
کو حکم دیا کہ حضرت کو گرفتار کیا جائے لیکن فوج حضرت کو گرفتار کرنے میں ناکام
رہی اور اپنی ناکامی ومایوسی کے عالم میں فوج نے حضرتؒ پر حملہ کر دیا۔ حضرات
کی جانب سے مدافعت کے نتیجہ میں جنگ کا آغاز ہوا۔ ممکن ہے کہ جنگ مختصر



۶۔ مزار شریف حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ (قدیم شیڈس کے ساتھ)



۷۔ مزار شریف حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ (قدیم شیڈس کے ساتھ)

۸۔ قبورِ خادمین (قدیم شیڈس کے ساتھ)

سی رہی ہوگی۔

تذکرۃ القادری، تاریخ خورشید جاہی، تاریخ رشید الدین خانی اور حدیقہ رحمانی میں حضرت کے طریقۂ جنگ سے متعلق یہ لکھا گیا ہے کہ حضرت مخالف فوج پر صرف تیر چلاتے تھے اور یہ خدا کی قدرت کا ادنیٰ کرشمہ تھا کہ حضرت کے ہر ایک تیر سے دشمن کے بے شمار سپاہی ہلاک ہوتے تھے اور اس طرح مخالف فوج کا زبردست جانی نقصان ہوا۔ بالآخر ایک ایسی منزل آئی کہ شاہی فوج کو اللہ کے اس ولی کے مقابلہ میں شکست ہوئی اور آخر کار بادشاہ کے حکم سے باقی ماندہ فوج بیدر کو واپس طلب کر لی گئی۔

حضرت کے طریقۂ جنگ سے متعلق محمد قادر خان منشی اپنی کتاب تذکرۃ القادری[1] میں اس طرح لکھا ہے۔

"چوں نزدیک می آمدند آں حضرت تیرے می زد کہ بسیارے از مردمانِ فوج کشتہ و مجروح می گردیدند چوں بہ ہمیں دستور در جنگ ... بسیارے از مردم فوج بادشاہی ضائع شدند از تعاقب ایشاں مایوس برگشتند۔"

ترجمہ: جب یہ فوج حضرت کے نزدیک آئی تو حضرت ان پر تیر چلائے جس سے فوج کے بہت سے سپاہی ہلاک و زخمی ہوئے اس طرح آپ کے مزید چند حملوں سے فوج کے بہت سے لوگ ضائع ہو گئے بالآخر فوجی آپ کا پیچھا کرنے سے مایوس ہو کر لوٹ گئے۔"

محمد غلام امام خاں ترین نے تاریخ خورشید جاہی[2] اور رشید الدین خانی[3] میں حضرت کے طریقۂ جنگ سے متعلق لکھتے ہیں۔

---

[1] صفحہ ۴۵ [2] صفحہ ۲۲۳ [3] صفحہ ۲۳۱

"بادشاہ کو خبر ہوئی واسطے پکڑنے کے فوج روانہ کی جب نزدیک پہونچے تیر لگانے لگے ایک تیر آپ کا ہزار بزو میش کا کام انجام کو پہونچاتا تھا۔ آپ نے تیر لگانا شروع کیا چونکہ آپ شیر بیشۂ شجاعت کے تھے لوگ دور دور سے تعاقب کرتے ہوئے چلے آتے تھے یہاں تک کہ آپ ایک پہاڑ پر پہونچے کہ پائیں اس کے موضع گھوڑواڑی ہے اس اثناء میں فوج حکم سلطانی سے پھری۔"

سید محمد عبدالرحمٰن سقاف مصنف حدیقۂ رحمانی ع۱ جنگ کی روئیداد کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

"جب لوگ آپ کے قریب ہوئے آپ نے تیروں کی ایسی بوچھاڑ کی کہ کسی کی مجال آپ تک پہونچنے کے نہ ہوئے مگر پیچھا کئے ہوئے چلے آتے تھے آپ ایک پہاڑ پر پہونچے کہ نیچے اس کی دہہ گھوڑواڑی ہے ایسے میں بادشاہ کا حکم لشکر کو پہنچا کہ واپس چلا آویں۔ فوج واپس بیدر کو گئی۔"

برہمن لڑکی کے واقعہ سے متعلق چند وضاحتیں

برہمن لڑکی کا واقعہ اور جنگ سے متعلق تذکرۃ القادری تاریخ خورشید جاہی تاریخ رشیدالدین خانی اور حدیقۂ رحمانی سے اخذ کئے گئے اقتباسات کے مطالعہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان کتب کے مصنفین نے حسب ذیل امور کو جو کئی اعتبار سے اہم ہیں بالکل ہی نظر انداز کر دیا ہے۔

(۱) برہمن لڑکی کا واقعہ بہمنی خاندان کے کس بادشاہ کے دورِ حکومت میں

ع۱ صفحہ ۲۵۶

میں وقوع پذیر ہوا تھا۔

(۲) حضرت اور شاہی فوج کے درمیان جنگ کس ماہ و سنہ میں ہوئی تھی اور کتنی مدت تک جاری رہی۔ اور

(۳) مقام جنگ۔

ذیل میں مندرجہ بالا امور سے متعلق ضروری تفصیلات پیش ہیں۔

برہمن لڑکی کا واقعہ اور متعلقہ بادشاہ کا تعین

سب سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ کے زمانہ میں بہمنی خاندان کے کون بادشاہوں نے پایہ تخت بیدر میں حکومت کی تھی اور ان کا زمانہ کیا تھا اس کے بعد یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ ان تمام بادشاہوں میں بدکردار عیاش اور ظالم کون تھا تاکہ زیر بحث واقعہ میں ملوث بادشاہ کی نشاندہی بآسانی کی جاسکے ذیل میں بہمنی خاندان کے ان تمام بادشاہوں کی ایک فہرست پیش ہے جنھوں نے حضرت کے زمانے میں پایۂ تخت بیدر میں حکومت کی تھی ؏[1]

(۱) سلطان احمد شاہ ولی بہمنی ؏[2] برادر فیروز شاہ بہمنی (تصویر نمبر ۲۷)
۵ شوال ۸۲۵ھ تا ۲۸ رجب ۸۳۸ھ م ۲۴ ستمبر ۱۴۲۱ء یا ۱۴۲۲ء تا ۱۷ فروری ۱۴۳۵ء مدت حکومت ۱۳ سال

(۲) سلطان علاء الدین ثانی بہمنی فرزند سلطان احمد شاہ ولی بہمنی (تصویر نمبر ۲۵)

؏۱ بشیر الدین احمد تاریخ بیجا نگر صفحہ ۳۴ سید خواجہ حدیقہ مملکت عثمانیہ المعروف بہ گلزار آصفیہ ۲۵۶ و ۲۵۷ ؏۲ اسی بادشاہ کے دور حکومت میں سلطنت بہمنیہ کے پایۂ تخت کی تبدیلی گلبرگہ سے بیدر کو ۱۴۳۰ء میں عمل میں آئی تھی۔

۸۳۸ھ تا ۸۶۲ھ م ۲۷ فروری ۱۴۳۵ء تا ۱۳ فروری ۱۴۵۸ء یا ۱۴۵۷ء مدت حکومت ۲۴ سال۔

(۳) سلطان ہمایوں شاہ ظالم بہمنی ۱؎ فرزند سلطان علاؤالدین بہمنی (تصویر نمبر ۲۶)
۸۶۲ھ تا ۸۶۵ھ م ۱۳ فروری یا ۱۴۵۸ء تا ۵ ستمبر ۱۴۶۱ء مدت حکومت ۳ سال

(۴) سلطان نظام شاہ بہمنی فرزند ہمایوں شاہ ظالم بہمنی (تصویر نمبر ۲۸)
۸۶۵ھ تا ۸۶۷ھ م ۵ ستمبر ۱۴۶۱ء تا ۳۰ جولائی ۱۴۶۳ء مدت حکومت ۲ سال

(۵) سلطان محمد شاہ ثانی بہمنی ۲؎ برادر سلطان نظام شاہ بہمنی (تصویر نمبر ۲۹)
۸۶۷ھ تا ۸۸۷ھ م ۳۰ جولائی ۱۴۶۳ء تا ۲۱ مارچ ۱۴۸۲ء مدت حکومت ۲۰ سال

۱؎ سلطان ہمایوں شاہ ظالم بہمنی کی گنبد ۱۳۰۱ھ میں بجلی گرنے کے باعث تین چوتھائی منہدم ہوچکی ہے یوں تو اس گنبد کے قریب کئی اور گنبدیں موجود ہیں۔ لیکن بجلی کے گرنے کے باعث صرف ہمایوں شاہ ظالم بہمنی کی گنبد ہی متاثر ہوئی ہے سچ تو یہ ہے کہ آج بھی اس ظالم بادشاہ کا یہ منہدم شدہ گنبد درس عبرت کے لیے بہت کافی ہے

۲؎ سلطان محمد شاہ ثانی بہمنی کے دور حکومت میں ملک التجار خواجہ جہاں عماد الدین محمود گاواں وزیر اعظم (۸۷۰ ہجری تا ۸۸۶ ہجری) تھا ۸۸۶ ہجری میں خواجہ محمود گاواں کے خلاف ایک سازش کی گئی تھی اور بالآخر بادشاہ کے حکم سے انھیں ۵ صفر ۸۸۶ھ ہجری مطابق ۱۴۸۱ء کو شہید کردیا گیا تھا۔ خواجہ محمود گاواں کا مزار گورنلی بیدر میں واقع ہے (تصویر نمبر ۳۰) خواجہ محمود گاواں حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ کے زمانہ حیات میں یعنی ۸۷۰ھ تا ۸۸۲ھ بہ حیثیت وزیر اعظم مامور تھا۔

نوٹ:۔ مندرجہ بالا پانچ بادشاہوں کے گنبدیں بمقام اشٹور بیدر میں ایک ہی مقام پر ایک سلسلہ میں جانب مشرق سے جانب مغرب واقع ہیں۔

یہ جاننے کے بعد کہ حضرت کے زمانہ میں کن سلاطین بہمنیہ نے بیدر میں حکومت کی تھی اب یہ جاننا ضروری ہے کہ ان بادشاہوں میں کونسا بادشاہ بدکردار، عیاش اور ظالم تھا تاکہ برہمن لڑکی کے واقعہ میں ملوث بادشاہ کا تعین کیا جاسکے۔ اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ مندرجہ بالا تمام بادشاہوں کے حالات زندگی کا بغور مطالعہ کیا جائے۔ ظاہر ہے کہ اس مختصر سی کتاب میں ان تمام بادشاہوں کے حالاتِ زندگی کا تجزیہ تو نہیں کیا جاسکتا لیکن راقم الحروف اپنے مطالعہ کی بنیاد پر اس خیال کے اظہار کے موقف میں ہے کہ ان تمام بادشاہوں میں اگر کوئی بدکار، عیاش اور ظالم بادشاہ تھا تو وہ صرف سلطان ہمایوں شاہ ظالم بہمنی ہی تھا اور ممکن ہے کہ اسی وجہ سے تقریباً سبھی مورخین نے اس بادشاہ کے نام کے ساتھ "ظالم" کا اضافہ کیا ہے یوں تو کئی تاریخی کتابوں کے بے شمار صفحات سلطان ہمایوں شاہ ظالم بہمنی کے حالات زندگی اور خاص کر اس کے ظلم سے متعلق واقعات سے بھرے پڑے ہیں، لیکن ذیل میں صرف چند منتخبہ اہم کتب سے اخذ کئے ہوئے اقتباسات پیش ہیں جن کے مطالعہ کے بعد بآسانی کہا جاسکتا ہے کہ زیر بحث برہمن لڑکی کے اغواء کا واقعہ یقینی طور پر سلطان ہمایوں شاہ ظالم بہمنی کے دورِ حکومت ہی میں وقوع پذیر ہوا تھا۔

۱۔ مخزن الکرامات [۱] کے مصنف نے یوں لکھا ہے

"جب تک سلطان علاؤالدین بہمنی زندہ رہا آپ (حضرت مخدوم شیخ ابراہیم الملتانی رح درگاہ شریف بمقام شہر بیدر) اکثر دربار میں آتے جاتے تھے سلطان نے آپ کی قدردانی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا آپ کی بہت تعظیم و تکریم کرتا اور ہمیشہ آپ کی مراعات و مدارات بہت کرتا تھا آپ کی

---

[۱] مترجمہ و مرتبہ محمد کریم الدین صفحہ نمبر ۲۶۴ و ۲۶۵

عزت افزائی اپنے دربار میں فرما کر آپ کو اپنا ہم نشین بنایا۔

جب سلطان علاؤ الدین کے ایام زندگانی ختم ہوئے اس نے اس جہان حسرت رساں سے شہر خموشاں میں جا لیا اور چادر فنا اوڑھ لی اس کے بعد اس کا بیٹا سلطان ہمایوں تخت سلطنت پر بیٹھا۔ یہ اس قدر ظالم بادشاہ گذرا ہے جس کے ظلم و ستم کی انتہا نہ تھی کوئی متنفس اس کے ظلم سے محفوظ نہ تھا۔ تمام رعایا نالہ و گریاں و فریاد کناں تھی اور ہمیشہ پریشان و ہراساں رہتی تھی۔

اس نے بہت سے بے گناہوں کے ٹکڑے اڑا دیئے وارثان مملکت کو جو فقر و فاقہ سے قناعت کر کے گوشۂ تنہائی میں بیٹھے تھے سب کو چن چن کر اس بے رحمی سے قتل کیا کہ توبہ ہی بھلی اس سفاک نے ایک مجرم کی پاداش میں تمام قبیلہ کو قتل کرتا تھا اور ناحق و ناروا خلق کے زن و فرزند پر ہاتھ دراز کر کے نفس امارہ کا اسیر ہوتا اور کبھی وہ نامردنی دلہن کو اثنائے راہ سے گرفتار کرا کے حرم سرا میں لاتا اور بعد ازالۂ بکارت اس کے شوہر کے گھر بھیجتا تھا اور فوراً ہی اہل حرم سپاہ اور رعایا کو بری طرح سے قتل کرتا تھا۔ ارکان دولت داعیان مملکت جب اوس ظالم پر آفت کے سلام اور مجرے کو دربار میں جاتے تو اس کی شمشیر ظلم کے خوف سے اپنے زن و فرزند کو وداع کر کے وصیت ضروری بجا لاتے تھے اس نے صدہا خلق اللہ کو برباد کر دیا۔ ہزاروں کی عصمت خاک میں ملا دی یہ وہ دردناک حال ہے کہ جس کے سننے سے طبیعت کانپ اٹھتی ہے اس کا زمانہ بہت ہی فسق و فجور میں کٹا۔ جب اوس نے کوئی دقیقہ غریب آزادی و بدعت کا اٹھا نہ رکھا تو آخر کار اس کی تمام رعایا اوس کے ظلم کی تاب نہ لا کر اپنے ملک میراث و وطن کو خیرباد کہہ کر نکل چلنے اٹھ کھڑی ہوئی۔ چنانچہ اس کے اس کردار ناہموار کی

کسی قدر کیفیت ابتداء میں لکھی گئی ہے۔

حضرت (حضرت مخدوم شیخ ابراہیم الملتانیؒ) نے جب بادشاہ کا یہ حال دیکھا تو آپ نے اس کی مصاحبت ترک کر دی اور دربار کا جانا چھوڑ کر گھر بیٹھ رہے ہر ایک چیز کی انتہا ہوتی ہے جب اس کی سفّاکی حد سے گذر گئی تو بیان کرتے ہیں ایک روز وہ شراب پی کر بدمست ہو کر محل میں چلا تھا کہ ترکش بی بی کو جو اس کے اہل حرم سے ایک معزز و نیک بخت و خدا ترس خاتون تھیں وہ ایک خوک کی شکل میں آتا ہوا نظر آیا۔ بی بی کو تیر اندازی میں یدِ طولیٰ حاصل تھا فوراً تاک کر ایک تیر اوس کے سر میں ایسا مارا کہ وہ نشۂ مرگ سے پھر نہ چونکا اور فی النّار و السّقر ہو گیا۔"

مندرجہ بالا اقتباس کی روشنی میں اس بات کا بھی علم ہوا کہ حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ کے علاوہ حضرت کے ایک اور ہمعصر بزرگ حضرت مخدوم شیخ ابراہیم الملتانیؒ (وفات ۷ رجمادی الثانی ۸۶۵ھ) بھی سلطان ہمایوں شاہ ظالم سے نالاں تھے اور محض اس کی بداعمالیوں اور قابلِ اعتراض حرکات کے باعث حضرت نے اس کی مصاحبت ترک کر دی تھی۔

"تاریخ فرشتہ"[۱] میں اس طرح لکھا ہے۔

"بادشاہ تمام خلق خدا سے بدگمان ہو گیا اور اس کے ظلم و ستم میں کسی طرح کی کمی نہیں ہوئی تھی اور ہمیشہ مسلم و غیر مسلم بے گناہ سب کے سب اس کی جفاؤں کے شکار ہوتے تھے۔ بادشاہ نے لوگوں کے اہل و عیال پر دست درازی کی اور اس طرح نفسِ امارہ کا بھی شکار ہوا۔ کہیں ایسا ہوتا کہ شاہی حکم سے دلہن راستے سے پکڑ کر شاہی محل میں پہونچا دی جاتی

---

۱ ترجمہ محمد فدا علی طالب تاریخ فرشتہ جلد سوم صفحہ ۱۶۹ و ۱۷۰

اور دوسرے دن اپنے شوہر کے گھر رخصت کی جاتی ۔ کبھی اہلِ حرم کبھی بے گناہ قتل کئے جاتے تھے ۔ ارکانِ دولت اور اعیانِ مملکت بادشاہ کے ملازم مجرے کو جاتے اپنے اہل و عیال سے رخصت ہوکر دیوان خانہ میں آتے اور جس کو جو وصیت کرنی ہوتی وہ اپنے وارثوں کو کرکے بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوتا ۔ ہمایوں شاہ رعایا پر یہ ظلم و ستم ڈھا رہا تھا کہ خدا نے رعایا پر رحم فرمایا اور بادشاہ اسی اثنا میں بیمار پڑا ۔ غرض کہ ہمایوں شاہ کا پیمانۂ حیات لبریز ہوا اور اس نے ۲۸ ذی قعدہ ۸۶۵ھ میں وفات پائی اور زمانہ نے اس کے پنجۂ غضب سے نجات پائی ۔"

"میرے نزدیک صحیح روایت یہ ہے کہ ہمایوں کو صحت راس آئی اور اس نے مرض سے شفا پائی ۔ چونکہ اس کی طبیعت ظلم و ستم پر مائل تھی رعایا کے اہل و عیال پر جور و جفا کرتا اور حرم کے خدمت گاروں سے بدسلوکی سے پیش آتا تھا اس لئے حرم اور ملک ہر جگہ کے لوگ اس کے ظلم و ستم سے نالاں تھے ۔ شہاب خاں خواجہ سرا نے جو حرم سرا کا داروغہ تھا حبشی لونڈیوں سے سازش کی اور اپنے ارادہ میں کامیاب ہوا ۔ ایک رات بادشاہ شراب کے نشہ میں مست پڑا ہوا تھا ایک حبشی کنیز نے لکڑی کی ضرب اس کے سر پر ایسی لگائی کہ ہمایوں شاہ فوراً ہلاک ہوگیا ۔"

۳۔ مفتی غلام سرور لاہوری اپنی کتاب "بہارستانِ تاریخ المعروف بہ گلزارِ شاہی"[1] میں یوں فرماتے ہیں

"اس کی زنا و بدکاری کا یہ حال تھا کہ جو باکرہ عورت کسی کے نکاح میں آتی پہلی رات وہ اُس کی خوابگاہ میں بھجوائی جاتی جب یہ اُس کی بکارت کا

---

[1] صفحہ نمبر ۳۹۹ و صفحہ نمبر ۴۰۰

ازالہ کر دیتا اس کا شوہر اس پر متصرف ہوتا۔ جو عورت اس کے نکاح میں آتی دو چار روز کے بعد قتل کی جاتی "۔

۴۔ بشیر الدین احمد نے اپنی کتاب "تاریخ بیجانگر" ۱ میں اس طرح ذکر کیا ہے
"علاء الدین کے بعد اس کا بیٹا ہمایوں تخت نشین ہوا، جو بڑا بد مزاج

۱۔ صفحہ نمبر ۴۵ اور ۴۶ ا تاریخ بیجانگر کے مصنف نے صفحہ ۴۸ اور صفحہ ۴۹ پر سلطان ہمایوں شاہ ظالم کے گنبد کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ ۱۳۰۰ھ میں موسم بارش کے موقعہ پر ہمایوں شاہ ظالم کی گنبد پر رات کے وقت بجلی گری تھی (جبکہ وہ خود بیدر میں موجود تھے) جس کے باعث گنبد کا نصف حصہ منہدم ہوگیا اور باقی نصف حصہ ادھر کھڑا ہے موصوف نے مزید یہ لکھا ہے کہ اس گنبد کی چار دیواری سلامت نہیں ہے اور قبر کا نشان بھی باقی نہیں ہے علاوہ ازیں اس گنبد میں گدھے لوٹا کرتے ہیں اور لوگ بول و براز کرتے ہیں۔ یہ بات بالکل درست ہے کہ ہمایوں شاہ ظالم کی گنبد بجلی گرنے کے باعث منہدم ہوئی ہے۔ محمد ظہیر الدین نے اپنی کتاب حضرت سلطان احمد شاہ ولی بہمنی کا ذکر خیر اور گنبدہائے سلاطین ضلع بیدر کے صفحہ ۴۲ پر لکھا ہے کہ ہمایوں شاہ کی گنبد بجلی کے گرنے کے باعث منہدم ہوئی تھی لیکن راقم الحروف کو تاریخ بیجانگر کے مصنف کی اس بات سے اتفاق نہیں ہے کہ ہمایوں شاہ ظالم بہمنی کی گنبد کی چار دیواری سلامت نہیں ہے اور قبر کا نشان بھی باقی نہیں ہے راقم الحروف مورخہ ۱۱ر اگست ۱۹۷۵ء کو حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ کے حالات کی فراہمی کے سلسلے میں بیدر اور اشٹور نامی مقام پر تمام بادشاہوں کے گنبدوں کا معائنہ کیا۔ راقم الحروف کا یہ مشاہدہ ہے کہ نہ صرف ہمایوں شاہ ظالم کی گنبد کی چار دیواری صحیح و سلامت ہے بلکہ ہمایوں شاہ ظالم کی قبر بھی موجود ہے۔

جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ اس بادشاہ کی گنبد کا نصف حصہ بجلی گرنے کے باعث منہدم ہو چکا ہے درست ہے لیکن اس وقت گنبد کا صرف ایک چوتھائی حصہ باقی ہے

اور خون ریز تھا۔ چنانچہ "شاہ ظالم" کے نام سے مشہور ہوا۔ یہ بادشاہ
پر قہر الٰہی تھا اس کے مظالم میں سے ایک ادنیٰ بات یہ تھی کہ جس کسی کی
شادی ہوتی پہلی رات اس کی دلہن کو وہ جبراً اپنے پاس بلا لیتا تھا۔"

۵۔ عبدالمجید صدیقی نے تاریخ دکن عہد وسطیٰ بہمنی سلطنت ع[1] میں اس طرح
اظہار خیال کیا ہے۔

"ہمایوں کا آخری زمانہ تو اور بھی سخت گیریوں کا گذرا۔ بے گناہ آدمی
مارے جاتے تھے اور عورتوں کی عصمت دری کی جاتی تھی اس کے ظلم اور زیادتیوں
کا اس قدر ڈر بیٹھا ہوا تھا کہ اُمراء و وزراء جو بادشاہ کے سلام کے لئے
آتے تھے وہ جان سے ہاتھ دھو کر اپنے اہل و عیال کو وصیت کر کے آتے تھے"

۶۔ ذیل میں تاریخ منظوم سلاطین بہمنیہ ع[2] سے منتخب صرف پانچ اشعار پیش ہیں

پئے نفسِ امارہ و گم کردہ راہ	پکڑ تا عروسوں کو مابین راہ
جو لے جاتا اُس کو درونِ سرا	ازالہ کے بعد اُس کو کرتا رہا
پئے ایکدن چند جام شراب	تھا بیہوش و بدمست مابین خواب
ہوئی ظلمتِ ظلم تاریک و تار	زن حبشہ نے تکالا دمار
لگائی عجب ضرب بالائے سر	فنا ہو گیا بستر خواب پر

مندرجہ بالا چھ مستند کتابوں کے منتخب اقتباسات (نثر و نظم) کے مطالعہ کے
بعد یہ ثابت ہوتا ہے کہ برہمن لڑکی کا واقعہ یقینی طور پر سلطان ہمایوں شاہ ظالم بہمنی

ع[1] صفحہ نمبر ۱۲۹

ع[2] تاریخ منظوم سلاطین بہمنیہ (مطبوعہ اردو) از نظم "ذکر سلطنت ہمایوں ظالم
بن سلطان علاءالدین بہمنی" شائع کردہ انجمن ترقی اردو ہند سنہ اشاعت ۱۹۴۱ء
صفحہ ۸۱ و ۸۲

(۸۶۲ھ تا ۸۶۵ھ) ہی کے دورِ حکومت میں پیش آیا تھا۔

زمانۂ جنگ چونکہ زمانۂ جنگ سے متعلق مستند مواد عدم دستیاب ہے اس لئے قطعی طور پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ حضرت اور شاہی فوج کے درمیان کس ماہ یا کس سن میں جنگ ہوئی تھی۔ یہ ہمن لڑکی کا واقعہ سلطان ہمایوں شاہ ظالم کے دورِ حکومت میں وقوع پذیر ہوا تھا اس لئے ممکن ہے کہ زیرِ بحث جنگ سنہ ۸۶۲ ہجری اور سنہ ۸۶۵ ہجری کے درمیان ہی ہوئی ہوگی۔

مقامِ جنگ مختلف کتب کے مطالعہ کے باوجود یہ معلوم نہ ہو سکا ہے کہ حضرت اور شاہی فوج کے درمیان کس مقام پر جنگ ہوئی تھی لیکن اس سلسلے میں یہ روایت ۱؎ مشہور ہے کہ حضرت اور ہمایوں شاہ ظالم کی فوج کے درمیان موضع کمہار چنچولی ۲؎ کے ایک میدان میں جنگ ہوئی تھی اور اس جنگ میں حضرت کے مقابل شاہی فوج کو شکست ہوئی تھی اور اس کے علاوہ یہ روایت بھی مشہور ہے کہ اس جنگ میں کام آئے ہوئے سپاہی کمہار چنچولی ہی میں دفن ہیں۔

جیسا کہ پچھلے صفحات میں بحوالۂ تذکرۃ القادری، تاریخ خورشید جاہی، تاریخ رشید الدین خانی اور حدیقۂ رحمانی یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ بادشاہ وقت نے

۱؎ اس روایت کو گھوڑ واڑی شریف میں بشمول جناب محمد اسمٰعیل نہنو مرحوم خادم و متولی درگاہ (عمر ۹۵ سال) اور جناب محمد فیض الدین لنگ مرحوم (عمر ۸۵ سال) خادم و رکن ریسیو ربورڈ درگاہ شریف کے علاوہ کئی اصحاب نے بیان کیا ہے اور اس روایت کی مزید توثیق کمہار چنچولی میں جناب محمد مستان صاحب استاد (عمر ۸۰ سال نے) کی ہے

۲؎ موضع کمہار چنچولی موضع گھوڑ واڑی شریف سے کوئی چار میل کے فاصلے پر واقع ہے اور یہ موضع اس وقت تعلقہ ہمنا باد ضلع بیدر میں شامل ہے۔

حضرت کو گرفتار کرنے کے لئے فوج کو روانہ کیا تھا، اس لئے یہ عین ممکن ہے کہ فوج حضرت کو گرفتار کرنے کے لئے مختلف مقامات سے ہوتے ہوئے ؏۱ موضع کمہار چنچولی پہنچی ہو اور بعد ازاں اسی مقام پر حضرت اور شاہی فوج کے درمیان جنگ ہوئی ہوگی۔ اس جنگ کے مقتول سپاہیوں کو ممکن ہے کہ اُسی موضع کے کسی قبرستان میں دفن کر دیا گیا ہوگا (واللہ اعلم بالصواب)

اس جنگ سے متعلق یہ روایت بھی مشہور ہے کہ حضرت بہاؤ الدین باگ طرؒ (مزار شریف بمقام کمہار چنچولی۔ تصویر نمبر ۱۸) اور حضرت نحتفر شاہ ولیؒ (مزار شریف بمقام ماسمٹرو تعلقہ بھالکی) نے بھی حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ کی جانب سے اس جنگ میں حصّہ لیا تھا اور وہ شہید ہوئے تھے (واللہ اعلم بالصواب)

حضرت خواجہ بندہ نواز گیسودرازؒ کے گنبد شریف کی تعمیر سے متعلق ایک روایت

یہ روایت مشہور ہے کہ حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ نے حضرت خواجہ بندہ نواز گیسودرازؒ ؏۲ کی گنبد شریف واقع گلبرگہ کی تعمیر میں حصہ لیا تھا لیکن حضرتؒ نے کسی قسم کی اُجرت حاصل نہیں کی تھی اس روایت کے مطابق حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ ہر روز حضرت خواجہ بندہ نواز گیسودرازؒ کی گنبد شریف کی تعمیر میں حصہ

؏۱ بیان کیا جاتا ہے کہ بیدر تا گھوڑواڑی شریف قدیم راستہ اس طرح تھا بیدر، نو آباد، خانہ پور، دھندرا، جانتی، گھوڑی پور گہ، ماسمٹرو، سنکورا، کمہار، چنچولی اور گھوڑواڑی شریف۔

؏۲ حضرت خواجہ بندہ نواز گیسودرازؒ ولادت ۴ رجب ۷۲۱ھ ہجری اور وفات ۱۶ ذی قعدہ ۸۲۵ھ بعمر (۱۰۵) سال۔

لیتے تھے۔ لیکن اُجرت کی تقسیم کے وقت آپ عمداً موجود نہیں رہتے تھے تا کہ اُجرت حاصل نہ کریں۔[1] لیکن مولوی سید شاہ قبول اللہ حسینی صاحب سجّادہ نشین روضۂ خورد گلبرگہ شریف نے مندرجہ بالا روایت کی تردید فرمائی ہے اور انھوں نے ایک دوسری روایت یوں بیان فرمائی کہ :۔

ایک بزرگ حضرت مستان قادریؒ[2] جو حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو درازؒ کے بے حد معتقد تھے۔ حضرت سید یوسف عرف اصغر محمد محمد الحسینیؒ[3] کے زمانے سجّادگی میں گلبرگہ شریف تشریف لائے تھے۔ حضرت مستان قادریؒ نے اپنے قیام گلبرگہ کے دوران حضرت کے گنبد شریف کی تعمیر میں حصہ لیا تھا اور کسی قسم کی اُجرت حاصل نہیں کی تھی اس سلسلہ میں سجادہ صاحب نے مزید فرمایا کہ یہ مشہور ہے کہ حضرت اصغر حسینیؒ کے خواب میں حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو درازؒ تشریف لائے اور فرمایا کہ حضرت مستان قادریؒ ہمارے دوست ہیں اور انھیں تعمیر گنبد کی زحمت نہ دی جائے۔ اس کے علاوہ حضرت نے یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ انھیں مہمان بنائیں۔ چنانچہ حضرت کے ارشاد کے مطابق حضرت مستان قادریؒ کو تعمیر گنبد میں شرکت سے منع کیا گیا اور انھیں ایک مہمان کی حیثیت دی گئی۔

چونکہ متذکرۂ بالا دونوں روایات میں اختلاف ہے اور کسی ایک روایت کے

ع[1] یہ مشہور ہے کہ حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ حضرت خواجہ بندہ نوازؒ کی گنبد شریف کی تعمیر میں حصہ لینے کے بعد گلبرگہ شریف سے بیدر تشریف لائے تھے۔

ع[2] حضرت مستان قادریؒ کا صندل مبارک ہر سال ۱۱ ذی الحجہ چراغاں ۱۲ ذی الحجہ اور زیارت ۱۳ ذی الحجہ کو مقرر ہے آپ کا مزار شریف احاطہ تکیہ تین سیڑھی روضہ خورد مسجد قطب شاہی گلبرگہ شریف میں واقع ہے۔

ع[3] وصال ۱۲ محرم ۸۳۲ھ اور مزار شریف بمقام روضہ خورد گلبرگہ شریف

درست ہونے میں کوئی کتابی حوالہ بھی عدم دستیاب ہے اس لیئے یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ کے علاوہ حضرت مستان قادریؒ نے بھی حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو درازؒ کی گنبد شریف کی تعمیر میں حصہ لیا ہوگا اور دونوں نے اجرت حاصل نہیں کی ہوگی۔

(واللہ اعلم بالصواب)

بابِ سوم

گھوڑواڑی شریف میں حضرتؒ کی تشریف آوری

ہمایوں شاہ ظالم کی فوج سے کامیاب جنگ کے بعد حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ اپنے فرزندوں اور محل محترمہ کے ہمراہ گھوڑواڑی شریف ۱؎ تشریف لائے۔

ذیل میں تذکرۃ القادری، تاریخ خورشید جاہی، تاریخ رشید الدین خانی اور حدیقۂ رحمانی کے وہ اقتباسات پیش ہیں جو گھوڑواڑی شریف میں حضرت کی تشریف آوری سے متعلق ہیں۔

(۱) تذکرۃ القادری ۲؎ میں اس طرح درج ہے:۔

"پس آں حضرت در حوالی موضع گھوڑواڑی رسید بر سر آں کوہ ایستادہ شدہ تیرے زود بخادم خود فرمود کہ زیر این کریوہ رفتہ ہر جا کہ تیر افتادہ باشد پیش بیارد در آں جا نشانے کن پس خادم ہمچناں کرد آں حضرت از آں کریوہ فرود آمدہ بجائیکہ نشان تیر بود معہ اسپ ایستادہ در مراقبہ بودند"

ترجمہ:۔ اس کے بعد حضرت موضع گھوڑواڑی کے نواح میں داخل ہوئے

۱؎ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرتؒ کی تشریف آوری سے پہلے گھوڑواڑی شریف صرف "واڑی" کے نام سے موسوم تھی

۲؎ محمد قادر خاں منشی۔ تذکرۃ القادری (صفحہ نمبر ۴۵)

اور وہاں کے ایک پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے ہو کر ایک تیر چلائے اور اپنے
خادم سے فرمایا کہ اس پہاڑ کے نیچے جا کر جس جگہ تیر گرا ہے وہاں ایک
نشان کر کے تیر آپ کے پاس لائے۔ خادم نے ایسا ہی کیا۔ پھر حضرت
پہاڑ سے گھوڑے کے ساتھ نیچے تشریف لائے اور جس جگہ تیر کا نشان
تھا کھڑے ہو کر مراقبہ میں گئے

(۲) تاریخ خورشید جاہی ۱؎ اور تاریخ رشید الدین خانی ۲؎ کے مصنف نے اس
واقعہ کو یوں لکھا ہے:۔

"یہاں تک کہ آپ ایک پہاڑ پر پہونچے کہ پایئن اس کے موضع گھوڑواڑی
ہے اس اثناء میں فوج حکم سلطانی سے پھری اور آپ وہاں کھڑے ہو کر
ایک تیر اس پشتہ پر سے مارا وہ ایک جا پر جا گرا۔ خادموں نے اس
تیر کو جس مقام پر پایا تھا ـــ بموجب حکم کے وہاں نشان کیا آپ
بالائے پشتہ سے نیچے آئے جہاں کہ تیر پڑا تھا کھڑے ہوئے اور
وہیں مقام فرمایا۔

(۳) حدیقۂ رحمانی ۳؎ کے مصنف نے اس طرح لکھا ہے
"آپ نے اس پہاڑ پر سے ایک تیر پھینکا جس جا پر وہ گرا آپ
اسی جا پر آن کر سکونت کی اور مشغول حق ہوئے۔"

اس سلسلہ میں ایک روایت یوں مشہور ہے کہ حضرت ابتداء میں گھوڑواڑی میں واقع ایک پہاڑ ۴؎

۱؎ صفحہ ۲۲۳ ۲؎ صفحہ ۲۳۱ ۳؎ صفحہ ۲۵۶ ۴؎ یہ پہاڑ گھوڑواڑی شریف
میں واقع تالاب سے جانب شمال کچھ ہی فاصلے پر واقع ہے ایک اور روایت کے مطابق ابتدا
میں اوگھڑ پٹیل نے حضرت کے اس پہاڑ پر قیام سے اتفاق نہیں کیا جس پر حضرت نے اپنی ناراضگی
ظاہر فرمائی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت کی وہاں سے روانگی کے بعد وہ نہایت پریشان رہا اور
مہلک امراض میں مبتلا ہو کر مر گیا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

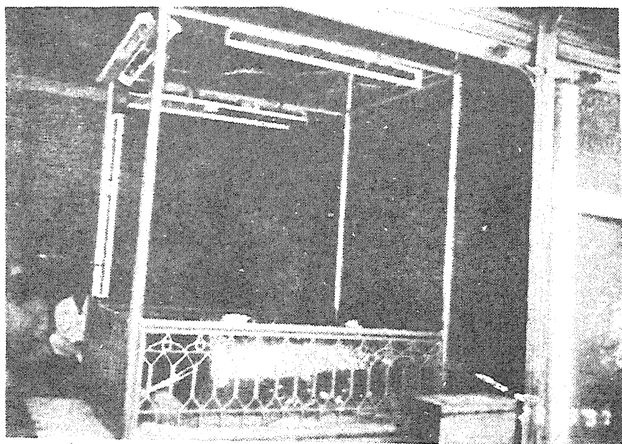
(تصویر نمبر ۲۰) سے ایک تیر چلائے اور اپنے خادمین کو یہ حکم فرمایا کہ وہ اس مقام پر ایک نشان کریں جہاں کہ تیر آ گرا تھا۔ حضرت کے خادمین نے حضرت کے حکم کے مطابق اس مقام پر جہاں کہ تیر آ گرا تھا نشان تو کیئے لیکن جو نہی انہوں نے تیر کو زمین سے نکالا اُسی مقام سے ایک چشمہ اُبل پڑا تھا اور حضرت کے علاوہ آپ کے تینوں فرزند و محل عالیہ نے اسی چشمہ ؏۱ کے پانی سے وضو کیا اور عبادت فرمائی۔ بعد ازاں حضرت نے ایک اور تیر جانب مغرب چلایا جو ایک گھنی جھاڑی میں جا گرا۔ آپ نے اپنے خادمین سے اس تیر کو واپس لانے کے لئے فرمایا۔ لیکن خادمین اُس تیر کو واپس نہ لا سکے۔ چنانچہ حضرت از خود اس مقام کی دریافت کے لئے تشریف لے گئے اور دیکھا کہ وہ تیر وہاں نصب تھا بالآخر حضرت نے اُسی مقام پر مستقل سکونت اختیار فرمائی اور آپ کا وصال بھی وہیں ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ٥ (واللہ اعلم بالصواب)

حضرت بحیثیت سالک مجذوب

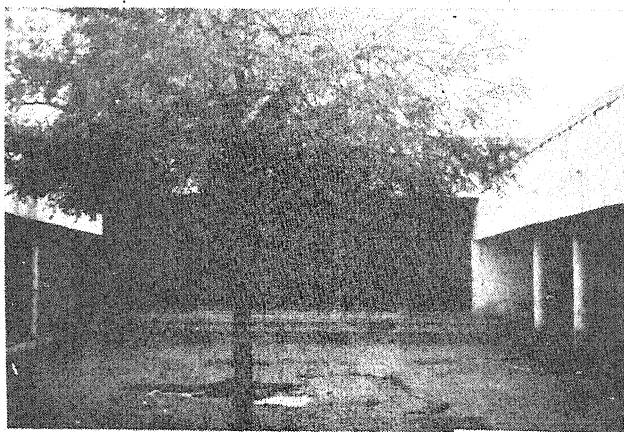
راقم الحروف کو ایک کتاب کے صرف ۲ صفحات ؏۲ دستیاب ہوئے اور ان صفحات

؏۱ یہ چشمہ آج بھی گھوڑواڑی شریف میں تالاب کے جانب مشرق صرف چند گز کے فاصلے پر موجود ہے اور اس کا پانی قابلِ استعمال ہے (تصویر نمبر ۱۹)

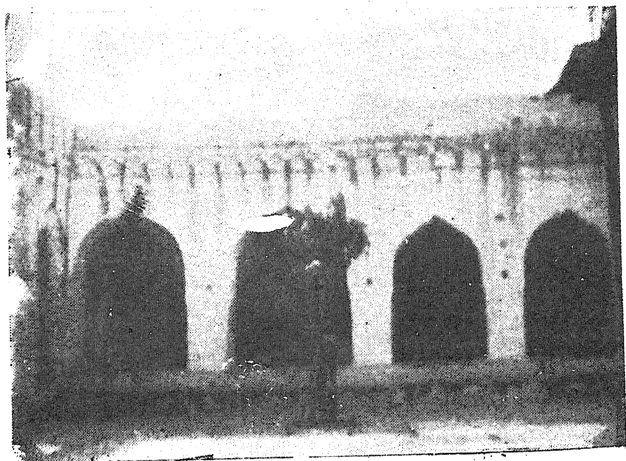
؏۲ یہ قلمی اوراق جناب سید اشرف گیہانی صاحب نے فراہم کیئے ہیں لیکن ان پر کہیں بھی کتاب کا نام مصنف کا نام اور سنِ اشاعت درج نہیں ہے ان اوراق پر صرف صفحات نمبر ۱۲۳ ۱۲۴ اور ۱۲۵ درج ہیں۔ صفحہ ۱۲۴ سے بزرگانِ دین کے حالات کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے چنانچہ سب سے پہلے حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ کے حالات (بے حد مختصر) اور حضرت کے ذکر کے بعد حضرت بدیع الدین المعروف بہ زندہ شاہ مدارؒ کا ذکر شروع ہوتا ہے۔



۹۔ مزارِ شریف حضرت سید شاہ مہتاب قادریؒ (جدید شیڈس کے ساتھ)



۱۰۔ سماع خانہ



۱۱- چار کمانی عمارت

۱۲- تین کمانی عمارت

میں جو کافی حد تک شکستہ ہیں اور جس کی تحریر کے پڑھنے میں کافی دشواری ہوتی ہے یہ لکھا ہے کہ حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ کا مزار شریف محمد آباد بیدر کے گاؤں گھوڑ واڑی میں ہے اور بہ روایت حضرت مچھلی والے شاہؒ یہ بتلایا گیا ہے کہ حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ ایک سالک مجذوب تھے ان اوراق کے مصنف نے سالک مجذوب کی تعریف اس طرح کی ہے کہ شریعت پر پابند ہو کر منازل سلوک طے کرتے ہوئے ہمیشہ پاس حالت جذب میں رہیں تو ایسی حالت میں عام آدمی مجذوب ہی جانے گا اور ایسے حالات میں کشف و کرامات کا اظہار عین ممکن ہے۔

برہمن لڑکی کے واقعہ کو حضرت کی کرامت قرار دیا گیا ہے اور اس خیال کا اظہار کیا گیا ہے کہ ایسے بزرگوں کو تیر و تفنگ سے کیا واسطہ۔ ان اوراق میں اس بات کا بھی ذکر موجود ہے کہ مولانا عبدالکریم جودت ناگپوری اپنے مقالہ" اولیاء ہند کی حقیقت" میں ایک قلمی کتاب سے (کتاب کا نام صاف طور سے پڑھا نہیں جا سکا جو قلمی کتب خانہ رگھوجی بھونسلے ؏۱ میں محفوظ ہے) نقل کرتے ہیں کہ حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ ایک مجذوب تھے اور جذب کے عالم میں دکن تشریف لائے تھے اور محمد آباد بیدر کے غاروں میں اپنے آپ کو پوشیدہ رکھا تھا بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت اپنے کشف و کرامات سے ظاہر ہوئے اس کے بعد عوام الناس حضرت کے معتقد ہوئے اور حضرت کو بڑے اولیاء اللہ میں شمار کرنے لگے۔

متعلقہ اصل فارسی متن اس طرح ہے:۔

" ایں مجذوب بود بعالم جذب در دکن آمدہ در غارہائے محمد آباد بیدر خود را پوشیدہ۔ بعضے گویند از کشف و کرامت بظہور آمدند عوام

؏۱ نشان داخلہ نمبر ۲۲۵ اور صفحہ نمبر ۱۵ (مخطوطہ۔ فارسی)

الناس گرویدہ شدہ از اولیار کبار شمردند "

باب چہارم

محل عالیہ حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادری رح

آپ کے بارے میں تذکرۃ القادری ع۱ تاریخ خورشید جاہی ع۲ تاریخ رشید الدین خانی ع۳ اور حدیقہ رحمانی ع۴ میں صرف اتنا درج ہے کہ یہ یمن لڑکی کے واقعہ کے بعد حضرت کی بیدر سے روانگی کے وقت ہمایوں شاہ ظالم کی فوج سے جنگ کے دوران اور پھر حضرت کی گھوڑواڑی شریف میں تشریف آوری کے موقع پر آپ حضرت کے ہمراہ تھیں لیکن ان کتب میں آپ کا نام، آپ کی تاریخ ولادت اور تاریخ وصال کے بارے میں ضروری معلومات درج نہیں ہیں۔ لیکن یہ مشہور ہے کہ آپ کا اسم گرامی حضرت زہرہ بی ع۵ تھا۔ حضرت زہرہ بی رح کے والد ماجد و والدۂ ماجدہ کے بارے میں بھی ضروری معلومات فراہم نہ ہو سکیں ہیں۔

صاجزادگان حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادری رح

محبوب ذی المنن تذکرۂ اولیائے دکن ع۶ کے بموجب حضرت کے تین صاجزادے

ع۱ صفحہ ۴۵ ع۲ صفحہ ۲۲۳ ع۳ صفحہ ۲۳۱ ع۴ صفحہ ۲۵۶ ع۵ عام طور پر زائرین اور مقامی افراد آپ کو حضرت جوراں بی کے نام سے یاد کرتے ہیں چونکہ جوراں بی اصل و صحیح نام زہرہ بی کی بگڑی ہوئی شکل ہے اس لیے یہ عین ممکن ہے کہ آپ کا حقیقی اسم گرامی حضرت زہرہ بی رحمۃ اللہ علیہا ہوگا

ع۶ صفحہ ۱۳۱

تھے اور ان کے نام اس طرح ہیں۔ حضرت سید شاہ فیض اللہؒ، حضرت سید شاہ مہتابؒ اور حضرت سید شاہ چنداقادریؒ۔

اس کتاب کے مصنف نے اس بات کی وضاحت نہیں کی ہے کہ ان تینوں صاحبزادوں میں کون بڑے، کون منجھلے اور کون چھوٹے تھے اس کے علاوہ تاریخ خورشید جاہی مع ضمیمہ خورشید ع۱۔ تاریخ رشید الدین خانی ع۲ اور حدیقۂ رحمانی ع۳ میں صرف اتنا درج ہے کہ حضرت کے تین صاحبزادے تھے اور یہ تینوں صاحبزادے حضرت کے قیام بیدر اور قیام گھوڑواڑی شریف کے دوران حضرت کے ساتھ تھے لیکن ان دونوں کتابوں میں صرف ایک صاحبزادے "حضرت مہتاب صاحبؒ" کا نام درج ہے

حضرت کے صاحبزادگان کے مکمل اسمائے گرامی اور ان تینوں صاحبزادگان میں کون بڑے منجھلے اور چھوٹے صاحبزادے تھے یہ جاننے کے لئے راقم الحروف نے گھوڑواڑی شریف میں کئی معمر خادمین و متولیان درگاہ شریف سے ربط پیدا کیا اور انھوں نے قدیم روایات کی رو سے متفقہ طور پر حضرت کے تینوں صاحبزادوں کے اسمائے گرامی حسب صراحت ذیل بیان کئے ہیں جو محبوب ذی المنن تذکرۂ اولیائے دکن میں درج اسمائے گرامی سے کافی حد تک مطابقت رکھتے ہیں۔

بڑے صاحبزادے حضرت سید شاہ مہتاب قادری رحمتہ اللہ علیہ

منجھلے صاحبزادے حضرت سید شاہ چندا قادری رحمتہ اللہ علیہ

چھوٹے صاحبزادے حضرت سید شاہ فیض اللہ قادری رحمتہ اللہ علیہ

حضرت کے تینوں صاحبزادوں کی تاریخ ولادت، تاریخ وصال اور دیگر تفصیلات

ع۱ صفحہ ۲۲۳ ع۲ صفحہ ۲۳۱ ع۳ صفحہ ۲۵۵

کے بارے میں ضروری مواد عدم دستیاب ہے۔

حضرت کے صاحبزادگان کی اولاد

حضرت کے حالات زندگی جن کتابوں میں درج ہیں ان کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت کے ان تینوں صاحبزادگان کے کوئی اولاد نہیں تھی یہ اس لیئے بھی درست معلوم ہوتا ہے کہ گھوڑ واڑی شریف میں واقع درگاہ حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادری رح کے احاطہ میں حضرت کے علاوہ حضرت کے محل عالیہ تینوں صاحبزادگان کے مزارات کے علاوہ صرف دو خادمین کے قبور ہی پائے جاتے ہیں ان تینوں صاحبزادگان کی شادیاں بھی ہوئی تھیں یا نہیں اس تعلق سے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

(واللہ اعلم بالصواب۔)

یہاں اس بات کا ذکر بے محل نہ ہوگا کہ درگاہ حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادری رحمتہ اللہ علیہ میں سلسلہ سجادگی قطعی نہیں ہے بلکہ یہاں خادم و متولیان درگاہ شریف ہی تمام خدمات انجام دیتے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس درگاہ شریف کے زائد از پانچسو خادم و متولیان کے خاندان ہیں جو اپنی مقررہ ہفتہ واری خدمات (جمعرات تا چہارشنبہ) کے علاوہ سالانہ عرس شریف کے دوران نہایت پابندی اور انتہائی عقیدت و احترام کے ساتھ اپنی خدمات انجام دیتے ہیں اور یہ عمل صدیوں سے چلا آرہا ہے۔

حضرت سید شاہ مہتاب قادری رح

آپ حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادری رح کے بڑے صاحبزادے اور صاحب کرامت بزرگ گزرے ہیں۔ آپ کی تاریخ ولادت و تاریخ وفات کا علم نہ ہوسکا لیکن

حضرت سے متعلق سیندھی کی چھڑی کے مشہور واقعہ کی روشنی میں اتنا ضرور کہا جا سکتا ہے کہ آپ کا وصال حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ کی حیات ہی میں ہوا تھا۔

سیندھی کی چھڑی کا واقعہ اور حضرت کا وصال

حضرت سید شاہ مہتاب قادریؒ سے متعلق سیندھی کی چھڑی کا واقعہ کافی مشہور ہے اس واقعہ کی اہمیت اس لئے بھی زیادہ ہے کہ اس کا اختتام حضرت سید شاہ مہتاب قادریؒ کے وصال پر ہوتا ہے۔ حدیقۂ رحمانی کے مصنف نے اس واقعہ کی تفصیلات اس طرح بیان کی ہیں کہ ایک وقت حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ ایک دلوار کا پایہ کھدوا رہے تھے کہ حضرت سید شاہ مہتاب قادریؒ اپنے ہاتھ میں سیندھی کی چھڑی لئے تشریف لائے اور حضرت اپنے صاحبزادے کے ہاتھ میں سیندھی کی چھڑی کو دیکھ کر بہت خفا ہوئے (کیونکہ اس سے حضرت کو یہ احتمال ہوا ہوگا کہ وہ آئندہ کہیں سیندھی کے استعمال پر بھی راغب نہ ہو جائیں) اور اپنے فرزند حضرت سید شاہ مہتاب قادریؒ کو دلوار کے پاتے میں اترنے کے لئے فرمایا۔ چنانچہ حضرت سید شاہ مہتاب قادریؒ اپنے والدِ محترم کے حکم پر بغیر کسی تعرض کے اس میں اتر گئے اور اس طرح آپ نے اس جہانِ فانی سے پردہ فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہ اس واقعہ سے متعلق صاحب حدیقہ رحمانی [1] کا بیان اس طرح ہے:

"مشہور ہے کہ یکبارہ آپؒ دلوار کے لئے پایا کھدوا رہے تھے

---

[1] صفحہ ۲۵۷

ایسے میں حضرت سید مہتابؒ صاحبزادے سیندھی کے پتے کی چھڑی پکڑے ہوئے آئے۔ آپ صاحبزادے پر بہت خفا ہوئے اور فرمایا تم سیندھی کی چھڑی ہاتھ میں لئے ہوئے پھرتے ہو آئندہ تم سیندھی کے پینے میں بھی دریغ نہ کروگے بہتر ہے کہ اس پایہ میں اُتر جاؤ۔ جب وہ پائے میں اُترے آپ نے مٹی سے پایہ کو بند کر دیا اور دیوار اس پر باندھی۔ چنانچہ وہی قبر باہر دیوار کے تھوڑا تھوڑا آرہی ہے۔"

تاریخ خورشید جاہی مع ضیاء خورشید ع۱ اور تاریخ رشید الدین خانی ع۲ میں اس طرح درج ہے:۔

" فرزندوں سے آپ کے مہتاب صاحبؒ کرامات سے مشہور ہیں کہتے ہیں کہ تربت آپ کی پایہ میں دیوار کے ہے اور یہ کرشمہ ہے کہ اندک اندک زمانہ معتدبیں باہر نکل آئی ہے اور چونکہ باہر اور چند مزار ہیں افواہ ہے کہ بمرور ان مزارات کے برابر ہو جائے گی"

مندرجہ بالا واقعہ کے سلسلے میں ایک روایت یوں مشہور ہے کہ حضرت سید شاہ مہتاب قادریؒ کہیں تشریف لے جانا چاہتے تھے اور اس سلسلہ میں آپ نے اپنے والد بزرگوار حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ سے اجازت چاہی حضرت نے آپ کو باہر جانے کی اجازت دیدی لیکن یہ تاکید بھی فرمائی کہ دورانِ سفر کسی صورت میں بھی سیندھی کے بن کی جانب نہ جانا۔ چنانچہ آپ حضرت کی اجازت کے ساتھ ایک گھوڑے پر سوار ہو کر تشریف لے گئے۔ لیکن آپ نے اثنائے راہ میں گھوڑے کی مزاحمت کی بناء پر عجلت میں راستے

ع۱ صفحہ ۲۲۳ ع۲ صفحہ ۲۳۱

میں پڑی ہوئی چھیڑی اُٹھالی اور اس سے گھوڑے کی مزاحمت کو روکا اور وہ یوں ہی اس چھیڑی کو ہاتھ میں لئے ہوئے جب گھر تشریف لائے تو آپ کے والد بزرگوار نے آپ کے ہاتھ میں سیندھی کی چھیڑی دیکھ کر بے حد خفا ہوئے اور آپ کو حکم دیا کہ وہ زیر تعمیر دیوار کے پایہ میں اُتر جائیں چنانچہ آپ نے اپنے والد بزرگوار کے حکم کی فوری تعمیل کی اور اس طرح آپ نے میں میں سما گئے (واللہ اعلم بالصواب)

متذکرۂ بالا واقعہ کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضرت سید شاہ اسمعیل قادریؒ نہ صرف سیندھی شراب کے مخالف تھے بلکہ سیندھی شراب سے متعلقہ اشیاء کے استعمال کے بھی سخت مخالف تھے اور وہ اس سلسلہ میں کسی بھی قسم کی رعایت کے حامی نہ تھے۔ چنانچہ آپ نے اپنے فرزند حضرت سید شاہ مہتاب قادریؒ کو محض اس لئے ایسی سخت سزا دی کہ انھوں نے اپنے گھوڑے کو ہانکنے کے لئے صرف ایک سیندھی کے درخت کی ٹہنی استعمال فرمائی تھی۔ زیر بحث واقعہ کے مطالعہ سے اس بات کا بھی علم ہوتا ہے کہ حضرت سید شاہ مہتاب قادریؒ اپنے والد بزرگوار کے بے حد اطاعت گذار اور فرمانبردار فرزند تھے اس لئے کہ جب آپ کو حضرت نے زیر تعمیر دیوار کے پایہ میں اُترنے کے لئے حکم فرمایا تو آپ بلا تامّل فوری اس دیوار کے پایہ میں اُتر گئے۔

اس طرح حضرت سید شاہ مہتاب قادریؒ نے اپنی جانِ عزیز سے بڑھ کر اطاعتِ والد بزرگوار کو اہمیت دی۔

-*-

حضرت سید شاہ منجلے حسینیؒ

حضرت سید شاہ مہتاب قادریؒ کے اُستادِ محترم

یہ ایک مشہور روایت ہے کہ حضرت سید شاہ منجلے حسینیؒ حضرت سید شاہ مہتاب قادریؒ کے اُستاد تھے لیکن یہ معلوم نہ ہو سکا کہ حضرت اپنے اُستاد محترم سے کن علوم کی علوم کی تعلیم حاصل فرمائی تھی اور کتنے عرصہ تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ حضرت سید شاہ منجلے حسینیؒ حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو درازؒ کی اولاد سے ہیں۔ آپ کی تاریخ ولادت و تاریخ وصال کا تاحال علم نہ ہو سکا ہے لیکن اتنا ضرور کہا جا سکتا ہے کہ آپ نویں صدی ہجری کے ایک مشہور بزرگ گذرے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کی کوئی اولاد نہیں تھی (واللہ اعلم بالصواب)

آپ کا مزار شریف موضع ہنچال [1] (تصویر نمبر ۱۷) تعلقہ ہمنا آباد ضلع بیدر میں واقع ہے آپ کے مزار شریف پر ایک گنبد تعمیر کیا گیا ہے جو کافی قدیم معلوم ہوتا ہے۔

ذیل میں حضرت سید شاہ منجلے حسینی کا شجرہ نسب [2] پیش ہے۔

حضرت سید شاہ منجلے حسینیؒ بن حضرت سید اللہ عرف قبول اللہ حسینیؒ (وفات ۸۵۲ ہجری) برادر حضرت سید شاہ ابو الفیض من اللہ حسینیؒ (وفات ۲۶ ربیع الاول

---

[1] موضع ہنچال موضع گھوڑواڑی شریف سے لگ بھگ ایک میل کے فاصلہ پر جانب مشرق واقع ہے حضرت کا عرس شریف ہر سال ۱۴ ذی قعدہ تا ۱۶ ذی قعدہ منعقد ہوتا ہے

[2] یہ شجرہ نسب مولوی سید شاہ فرید الدین قادری صاحب متولی سجادہ نشین درگاہ حضرت سید شاہ لگنؒ سے حاصل کیا گیا۔

۸۷۹ ہجری درگاہ شریف بمقام بیدر) ابن حضرت سید یوسف عرف محمد اصغر حسینیؒ (وفات ۱۲ محرم ۸۳۲ھ) برادر حضرت سید حسینؒ عرف محمد اکبرؒ (وفات ۱۵ ربیع الثانی ۸۱۲ھ) بن حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو درازؒ (ولادت ۴ رجب ۷۲۱ھ اور وفات ۱۶ ذی قعدہ ۸۲۵ھ) درگاہ شریف بمقام گلبرگہ شریف۔

وصال حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ

جس طرح حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ کے مکمل حالاتِ زندگی کسی ایک کتاب میں درج نہیں ہیں بالکل اسی طرح حضرت کے وصال کے بارے میں بھی مکمل تفصیلات یعنی یوم وصال، تاریخ و سنِ وصال کسی بھی ایک کتاب میں درج نہیں ہے۔

چند کتب میں آپ کا یوم وصال اور سنِ وصال ہی درج ہے حضرت کے وصال کے بارے میں بعض مصنفین کا یہ خیال ہے کہ آپ گھوڑواڑ شریف میں اپنے قیام کے ۴۰ دن بھی مکمل نہ فرما سکے تھے کہ آپ کا وصال ہو گیا ہے[۱]

[۱] یہ بات درست معلوم نہیں ہوتی کہ حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ گھوڑواڑی شریف میں اپنے قیام کے چالیس دن بھی مکمل نہ فرما سکے تھے کہ آپ کا وصال ہو گیا اس لئے کہ آپ سلطان ہمایوں شاہ ظالم بہمنی کے دورِ حکومت (۸٦۲ تا ۸٦۵ ہجری) میں ایک برہمن لڑکی کو بچانے کے سلسلے میں شاہی فوج سے کامیاب جنگ کے بعد گھوڑواڑی تشریف لائے تھے اور تاریخ خورشید جاہی معہ ضیاء خورشید تاریخ رشید الدین خانی اور حدیقۂ رحمانی کی بموجب حضرت کا وصال ۸۸۲ ہجری میں ہوا تھا۔ اس طرح حضرت تقریباً ۱۷ تا ۲۰ سال گھوڑواڑی شریف میں تشریف فرما رہے ہوں گے اور بعد ازاں آپ کا وصال ہوا ہوگا۔

تذکرۃ القادری میں اس خیال کے علاوہ یہ بھی درج ہے کہ آپ مع گھوڑے کے آہستہ آہستہ زیرِ زمین ہو گئے اور اس طرح آپ کا وصال ہوا۔ (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ؕ)

یہ مشہور ہے کہ بعض بزرگوں اور اولیاء اللہ کا یہ عمل رہا ہے کہ وہ زیرِ زمین سما جاتے تھے چنانچہ حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادری رحؒ نے بھی اپنے صاحبزادے حضرت سید شاہ مہتاب قادریؒ کو زمین میں سما جانے کا حکم دیا اور بالآخر خود بھی زمین میں سما جانے کو ترجیح دی۔ ذیل میں تذکرۃ القادری[۱] سے اخذ کیا ہوا متعلقہ اقتباس پیش ہے۔ "بعضے گویند مع اسپ رفتہ رفتہ در زمین فرد شدند

"بعضے گویند کہ در عرصہ چہل روز ہماں جا نقل فرمودند و در ہماں زمین مدفون گردیدند۔"

ترجمہ: بعض لوگ یہ روایت کرتے ہیں کہ آپ مع گھوڑے کے زمین میں سما گئے اور بعض لوگ یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ آپ چالیس دن کے بعد اسی جگہ انتقال فرمائے اور اسی جگہ دفن ہوئے۔

حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادری رحؒ کے وصال سے متعلق راقم الحروف کو مختلف کتابوں کے ذریعہ جتنی بھی معلومات فراہم ہو سکی ہیں انھیں ذیل میں پیش کیا گیا ہے۔

نشان سلسلہ	نام کتب	یوم وصال	تاریخ	ماہ	سن وصال
۱	تاریخ خورشید جاہی مع ضیاء خورشید[۲]	پنجشنبہ	×	×	سنہ ۸۸۲ھ
۲	تاریخ رشید الدین خانی و برحاشیہ تاریخ خورشید جاہی[۳]	پنجشنبہ	×	×	سنہ ۸۸۲ھ
۳	حدیقۃ رحمانی[۴]	پنجشنبہ	×	×	سنہ ۸۸۲ھ
۴	محبوب ذی المنن تذکرۂ اولیائے دکن[۵]	پنجشنبہ	×	×	سنہ ۸۶۱ھ

[۱] صفحہ ۴۵ [۲] صفحہ نمبر ۲۲۳ [۳] صفحہ نمبر ۲۳۱ [۴] صفحہ نمبر ۲۵۷ [۵] صفحہ نمبر ۱۳۲

اب یہ جاننے کے لئے کہ مندرجہ بالا اختلافی سن وصال یعنی ۸۸۲ ہجری اور ۸۶۱ ہجری میں کونسا سن وصال درست ہے اور کونسا غلط ہے آئینہ دکن میں پیش کی گئی اعراس کی فہرست کے مطالعہ کے علاوہ حضرت کے حالیہ سالانہ عرس شریف کی تفصیلات جاننا بھی ضروری ہے۔

آئینہ دکن[1] کی فہرست اعراس کے بموجب حضرت کا عرس شریف ہر سال ماہ ذی الحجہ میں منعقد ہوتا ہے جبکہ حضرت کے ۵۱۲ ویں سالانہ عرس شریف کی سہ روزہ تقاریب بموجب اشتہار عرس شریف[2] مورخہ ۲۹ ذی الحجہ ۱۳۹۴ھ (مراسم صندل مالی) یکم محرم ۱۳۹۵ھ (مراسم چراغاں) اور ۲ محرم ۱۳۹۵ھ (فاتحہ و ختم القرآن) کو منعقد ہوئے تھے۔

اب ملاحظہ فرمائیے ذیل میں پیش کئے گئے اعداد و شمار :-

فرض کیجئے کہ حضرت کا سن وصال ۸۸۲ ہجری ہے۔ اس اعتبار سے حضرت کا پہلا سالانہ عرس شریف ۲۹ ذی الحجہ ۸۸۳ھ کو ہوگا اور ۵۱۲ واں سالانہ عرس شریف (۸۸۳ + ۵۱۱ = ۱۳۹۴) ذی الحجہ ۱۳۹۴ھ کو ہوگا۔

اس طرح یہ ثابت ہوا کہ ۲۹ ذی الحجہ ۱۳۹۴ھجری کو منعقدہ حضرت کا سالانہ عرس شریف واقعی ۵۱۲ واں سالانہ عرس شریف تھا اس کے معنی یہ ہوئے کہ حضرت کا پہلا سالانہ عرس شریف جو ۲۹ ذی الحجہ ۸۸۳ھجری کو منعقد ہوا ہوگا درست قرار پاتا ہے۔ اس لئے آپ کا سن وصال ۸۸۲ھ صحیح معلوم ہوتا ہے۔

---

[1] میر قمر علی المتخلص بہ قمر۔ آئینہ دکن (مخطوطہ اردو) صفحہ نمبر ۳۴ اسٹیٹ سنٹرل لائبریری حیدرآباد نمبر داخلہ ۲۲۱۲ فن تاریخ۔

[2] اشتہار جاری کردہ منجانب متولی کمیٹی وایسیو ریورڈ درگاہ شریف حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادری گھوڑواڑی شریف۔

چونکہ حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادری رح سلطان علاؤ الدین بہمنی کے دورِ حکومت (۸۳۸ تا ۸۶۲ ہجری) میں برسرِ خدمت تھے اور بعد ازاں حضرت نے سلطان ہمایوں شاہ ظالم بہمنی کے دورِ حکومت (۸۶۲ تا ۸۶۵ ہجری) میں ایک برہمن لڑکی کو سلطان ہمایوں شاہ ظالم بہمنی کے چنگل سے آزاد کروایا تھا اس لیئے آپ کا سنِ وصال ۸۶۱ھ غیر صحیح ہے اور ۸۸۲ھ ہجری ہی صحیح سنِ وصال ہے۔

چونکہ زمانہ قدیم سے حضرت کے اعراس کا انعقاد ۲۹ ذی الحجہ سے ہی ہوتا آیا ہے اور آئینہ دکن کی فہرست اعراس میں آپ کا سالانہ عرس شریف ماہ ذی الحجہ ہی میں بتلایا گیا ہے اس لیئے حضرت کی صحیح تاریخ وصال ۲۹ ذی الحجہ ہی ہوگی۔

اس طرح حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادری رح کی مکمل تاریخ وصال پنجشنبہ ۲۹ ذی الحجہ ۸۸۲ھ مطابق اپریل ۱۴۷۸ء قرار پاتی ہے۔

مزارات مبارک

حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادری رح کے مزار مبارک کے علاوہ حضرت زہرہ بی رح حضرت سید شاہ مہتاب قادری رح حضرت سید شاہ جندا قادری رح اور حضرت سید شاہ فیض اللہ قادری رح کے مزارات مبارک گھوڑواڑی شریف میں واقع ہیں موضع گھوڑواڑی شریف ان دنوں تعلقہ ہمناآباد ضلع بیدر ریاست کرناٹک میں شامل ہے۔ درگاہ شریف کے اندرونی احاطہ میں ایک نہایت وسیع و عریض مستطیل شکل کا چبوترہ ۳۴ فٹ × ۲۰ فٹ × ۳ فٹ[1] واقع ہے اور اس پر جملہ چار مزارات مبارک حسب ذیل

[1] حال ہی میں اس چبوترہ کی توسیع کی گئی ہے

ترتیب میں موجود ہیں ۔ جانب مغرب حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ کا مزار مبارک ہے اور حضرت کے مزار مبارک کے جانب مشرق حضرت کے چھوٹے صاحبزادے حضرت سید شاہ فیض اللہ قادریؒ منجھلے صاحبزادے حضرت سید شاہ چندا قادریؒ اور حضرت کی محل عالیہ حضرت زہرہ بیؒ کے مزارات مبارک واقع ہیں (تصویر نمبر ۴ اور ۵)

حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ کے مزار مبارک کے جانب شمال ایک علیحدہ مربع شکل کے چبوترہ (۴ فٹ × ۱/۲ ۱۱ فٹ × ۳/۴ ۱ فٹ) پر ایک دلوارہ سے متصل حضرت کے بڑے صاحبزادے حضرت سید شاہ مہتاب قادریؒ کا مزار مبارک واقع ہے (تصویر نمبر ۹) مندرجہ بالا مزارات مبارک پر ابتدا میں قدیم ٹین شیڈس تھے جنھیں تبدیل کر کے جدید ٹین شیڈس ڈالے گئے ہیں حال ہی میں آہنی شیٹرس کا بھی اضافہ کیا گیا ہے۔

باب پنجم

تصرّفات و فیضان حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ

یوں تو حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ کے کئی تصرفات و فیضان کے بارے میں بے شمار روایات مشہور ہیں لیکن ذیل میں صرف چند کے ذکر پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔

۱۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ کے ہزارہا عقیدتمند نہ صرف حضرت کے سالانہ عرس شریف میں شرکت کرتے ہیں بلکہ ہر پنجشنبہ کو درگاہ شریف میں حاضر ہوتے اور کثرت سے بکرے ذبح کر کے حضرت کے ایصال ثواب کے لئے نیاز شریف کرتے ہیں گھوڑواڑی شریف چونکہ

ایک چھوٹا سا موضع ہے اس لئے یہاں نہ تو کشادہ سڑکیں ہیں نہ وسیع مکانات اور نہ نل و ڈرینیج کی سہولت اس لئے ظاہر ہے کہ جب یہاں سینکڑوں بکرے ذبح ہوں گے تو ان بکروں کے خون و غلاظت وغیرہ کے باعث صحت سے متعلق نت نئے مسائل پیدا ہو سکتے ہیں لیکن یہاں حضرت کی نیاز شریف کے لئے بکروں کے کثرت سے ذبح کئے جانے کے باعث صحتِ عامہ پر اس کے کوئی مضر اثرات مرتب نہیں ہوتے۔

چنانچہ تذکرۃ القادری اور حدیقۂ رحمانی میں اس بات کا ذکر موجود ہے کہ یہاں ہر پنجشنبہ کو حضرت کی نیاز شریف کے سلسلے میں سینکڑوں بکرے ذبح ہوتے ہیں۔ لیکن دوسرے ہی دن نہ تو کہیں ان بکروں کا خون نظر آتا ہے اور نہ ان کی ہڈیاں و غلاظت وغیرہ۔ ان کتب کے مصنفین نے اس کیفیت کو حضرت کا تصرّف ہی تسلیم کیا ہے۔

تذکرۃ القادری [1] کے مصنف محمد قادر خاں منشی نے یوں لکھا ہے۔

"درگاہ شریف ایشان مُطاف عالم و عالمیان ہر پنجشنبہ جمع کثیر فراہم می شود نیاز ہامی آرند از گوشت گوسفند لیکن روز دیگر اگر جویند قدرے نہ ہد و خون استخوان آں بنظر نمی آید و این تصرف تا حال جاری است رحمۃ اللہ علیہ"

ترجمہ :- حضرت کی درگاہِ شریف دنیا و دنیا والوں کے لئے مُطاف ہے چنانچہ ہر جمعرات کو کثیر مجمع ہوتا ہے اور لوگ بکرے کے گوشت کی نیاز کرتے ہیں آپ کا یہ تصرّف آج تک جاری ہے کہ نیاز کے دوسرے دن اگر تلاش کریں بھی تو جھاگ خون نہ ہڈیاں نظر نہیں آتے (اللہ تعالیٰ

---

[1] صفحہ نمبر ۹۵

کی آپ پر رحمت ہو)"

"حدیقۂ رحمانی ع۱" کے مصنف سید محمد عبدالرحمٰن سقاف نے اس طرح بیان کیا ہے۔

"راقم کتاب ہذا ماہ ذی قعدہ ۱۲۸۶ھ بارہ سو چھیاسی ہجری برائے زیارت آپ کے بروز پنجشنبہ گھوڑواڑی کو گیا تھا واقعی یہ درگاہ ملجائے خاص و عام ہے صدہا ہندو مسلمان ہر پنجشنبہ کو برائے ادائی نیاز روضہ پر آپ کے جمع ہوتے ہیں اور بکروں کو ذبح کر کے نان اور سالن پکا کر نیاز کرتے ہیں ہر جمعرات کو صدہا بکرے ذبح کیئے جاتے ہیں دوسرے صبح کو اوس جائے پر ہڈی اور گوبر کا زمین پر نشان تک نظر نہیں آتا۔"

اس سلسلہ میں مولوی غلام محمود اوّل تعلقدار ضلع چنگوپہ کا ایک مراسلہ ع۲ جو بضمن عطائے گتہ برائے تعین مسلخ بمقام درگاہ شریف حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ بخدمت جناب معتمد صاحب مجلس انتظامی پائیگاہ تحریر کیا گیا تھا بڑی اہمیت کا حامل ہے اس لئے کہ اس مراسلہ میں اوّل تعلقدار صاحب نے حضرت کے زیر بحث تصرّف کے بارے اپنے مشاہدات کا ذکر کیا ہے۔ ذیل میں اس مراسلہ کا صرف متعلقہ اقتباس پیش ہے۔

"درخواست گذار نے جس غلاظت کا ذکر کیا ہے یہ بالکل بے اصل

ع۱ صفحہ نمبر ۲۵۶ ع۲ مراسلہ نشان محاربہ نمبر ۴ واقع ۳۰ بہمن ۱۳۳۵ف اس مراسلہ کی ایک نقل جناب محمد عبدالرزاق صاحب خادم و متولی و رکن رسیور ریورڈ درگاہ حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ کے پاس موجود ہے۔

اور لغو ہے چار سال کا مجھ کو بھی تجربہ ہے اور یہ چوتھا وقت ہے جو
میں اس مقدس مقام پر حاضر ہوا ہوں باوجود کثرت سے بکرے
پنجشنبہ کو کٹنے کے جمعہ کے روز کسی مقام، کسی گھر اور کسی میدان میں
کسی قسم کی کوئی غلاظت نہیں پائی جاتی نہ کہیں خون نظر آتا ہے اور
نہ کہیں غلاظت اور آلائش کا پتہ لگتا ہے یہ معاملہ حقیقت میں
بہت حیرت کے قابل ہے موسم پر[۱] جب رعایا جوق در جوق
زیارت کے لیئے آیا کرتے ہیں تو معلوم ہوا کہ ہزارہا پندرہ سو بلکہ دو ہزار
بکرے پنجشنبہ کے روز ذبح کئے جاتے ہیں اس زمانہ میں بھی جمعہ کے
صبح کو کسی مقام پر کوئی خون یا غلاظت یا ہڈی تک نظر نہیں آتی۔
یہ خاص حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادری قدس سرہٗ العزیز کی تصرفات میں
داخل ہے۔"

۳۔ سید محمد عبد الرحمٰن سقاف نے اپنی کتاب حدیقۂ رحمانی[۲] میں یوں لکھا ہے

"روبرو روضہ کے ایک چھوٹا سا تالاب ہے پانی اس کا سبب
زمین لال ہونے کے رنگین رہتا ہے جو لوگ نیاز کے لئے آتے ہیں
اسی تالاب کے پانی سے کھانا پکاتے ہیں۔
مشہور ہے اگر کوئی اور جاے کے پانی سے کھانا پکاوے تو اوس
کھانے میں کیڑے پیدا ہوتے ہیں[۳] اور کوئی شخص بدون اس تالاب
میں غسل کرنے کے درگاہ میں نہیں جاتا ہے اور کوئی شخص حالتِ نشہ میں
روضہ پر آپ کے نہیں آتا ہے۔"

---

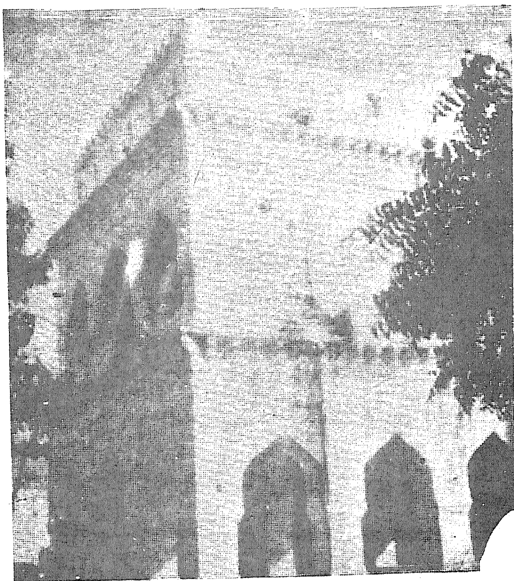
۱ ۔ یہاں موسم سے مراد موسم گرما ہے

۲ ۔ صفحہ نمبر ۲۵۷ و ۲۵۸

۳ ۔ گھوڑواڑی شریف کے معمر خادمین و متولیان کے بموجب زمانۂ قدیم میں یہاں ایسا واقعہ ہوا بھی تھا (واللہ اعلم بالصواب)

۱۳۔ مسجد درگاہ شریف

۱۴۔ عیدگاہ (قدیم)



۱۵- نقار خانہ

۱۶- دروازہ برائے قادریہ بازار

یہاں یہ دیکھا گیا ہے کہ اکثر زائرین و مقامی افراد بلا لحاظ مذہب و ملت درگاہ شریف میں حاضری سے پہلے تالاب میں پانی نہاتے اور نیاز شریف کے لیئے تالاب کے علاوہ چشمہ کے پانی سے پکوان کرتے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ آج بھی نہ صرف زائرین بلکہ مقامی افراد، خواہ وہ کسی بھی مذہب و فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں، حالتِ نشہ میں احاطہ درگاہ شریف میں داخل ہونے کی جراءت نہیں کرتے کیونکہ یہاں حسب روایات و عملدرآمد قدیم کوئی بھی شخص حالتِ نشہ میں احاطہ درگاہ شریف میں حاضر نہیں ہوتا اور یہ طریقہ کار سینکڑوں برسوں سے جاری ہے۔

۳۔ چونکہ مذہب اسلام میں شراب پینا، پلانا اور نشہ کرنا حرام اور ناجائز ہے اسی لیئے درگاہ حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ کے علاقہ میں زمانۂ قدیم سے نشہ کرنا سخت منع ہے۔ زائرین کے علاوہ مقامی افراد بھی یہاں نشہ کرنے سے پرہیز کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہاں نشہ کرنے والوں کو سخت نقصانات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

یہ ایک حقیقی واقعہ ہے کہ ۲۴ مئی ۱۹۹۰ء بروز جمعرات موضع "راجولا" اور قریبی مواضعات (تعلقہ لمبوا کلیان) سے تعلق رکھنے والے کئی زائرین جن میں دولہا بیاہے جوڑے بھی شامل تھے لاریوں کے ذریعہ درگاہ حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ میں بغرض نیاز شریف و زیارت حاضر ہوئے تھے۔ لیکن نیاز شریف و زیارت کی تکمیل کے بعد واپسی کے دوران ان کی ایک لاری جس میں زائرین سوار تھے درگاہ شریف کے تالاب کے جانب جنوب مغرب واقع ایک گہرے کھڈ میں گر گئی جس کے باعث (۹) افراد ہلاک ہو گئے جبکہ (۳۲) افراد شدید زخمی ہو گئے تھے۔[۱]

---

[۱] بموجب روزنامہ سیاست حیدرآباد مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۹۰ء

بیان کیا جاتا ہے کہ اس حادثہ کا شکار ہونے والے زائرین نے نیاز شریف کی ادائیگی کے بعد واپسی سے پہلے نشہ کیا تھا اور اس طرح انہیں درگاہ شریف کے علاقہ میں نشہ کرنے کے باعث بھاری جانی و مالی نقصان اٹھانا پڑا۔

۴۔ بیان کیا جاتا ہے کہ کچھ زائرین ؎۱ حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو درازؒ کے عرس شریف میں شرکت کے بعد گلبرگہ سے بغرض زیارت و نیاز شریف حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ گھوڑواڑی شریف آئے تھے اور یہاں چشمہ کے قریب قیام کیا تھا، ان کے ہمراہ کچھ اور اصحاب بھی تھے جو اپنے ساتھ (توشے میں) گائے کا گوشت لے آئے تھے انھوں نے حضرت کے فاتحہ کے سلسلے میں چاول پکائے اور مالیدہ تیار کیا تھا۔ لیکن فاتحہ سے پہلے ہی اس کھانے اور مالیدہ میں کیڑے پیدا ہو گئے تھے۔

چنانچہ زائرین نے انتہائی پریشانی کے عالم میں مقامی افراد اور خادمین درگاہ سے فوری ربط پیدا کیا اور بیان کیا کہ انہوں نے کافی احتیاط کے ساتھ نیاز شریف کی تیاری کی تھی اور ان سے کسی قسم کی کوئی بے ادبی یا غلطی سرزد نہیں ہوئی ہے لیکن انھوں نے یہ اعتراف کیا کہ انکے ہمراہ آئے ہوئے کچھ لوگ اپنے ساتھ گائے کا گوشت ساتھ لائے تھے انہوں نے نیاز شریف کے دوران گائے کے گوشت کے استعمال سے پرہیز نہیں کیا تھا۔ واقعات سننے کے بعد خادمین درگاہ شریف نے ان زائرین سے کہا کہ آپ لوگوں نے یہی ایک غلطی کی تھی کہ نیاز شریف کی تیاری کے دوران گائے کے گوشت سے پرہیز نہیں کیا تھا حالانکہ یہاں ایسا کرنا ضروری ہے یہاں جو بھی زائرین نیاز شریف کے لئے آتے ہیں وہ نیاز شریف کے دوران گائے کے گوشت سے بالکلیہ طور

؎۱ جن کی کل تعداد سات تھی اور یہ سب تیل گاؤں تعلقہ پربھنی کے متوطن تھے کہا جاتا ہے کہ یہ واقعہ شنبہ ۱۹ ذی قعدہ ۱۳۴۸ھ کو وقوع پذیر ہوا تھا۔

پرہیز کرتے ہیں بعد ازاں زائرین نے خادموں کے مشورہ کے مطابق گائے کے گوشت کو پھکوادیا اور پھر کیڑوں بھرے کھانے اور مالیدہ میں تالاب کا تھوڑا سا پانی چھڑک کر حضرت کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ پڑھی۔ فاتحہ کے بعد سب نے دیکھا کہ کھانے اور مالیدہ میں ایک بھی کیڑا موجود نہیں تھا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

یہاں اس بات کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ آج بھی گھوڑواڑی شریف میں زائرین و مقامی افراد حضرت کی نیاز شریف و فاتحہ سے پہلے گائے کے گوشت کے استعمال کو ترک کر دیتے ہیں اور اگر کوئی شخص گائے کا گوشت استعمال بھی کرے تو وہ بغیر غسل کئے نہ تو نیاز شریف کی تیاریوں میں حصہ لیتا ہے اور نہ احاطۂ درگاہ شریف میں داخل ہوتا ہے اس کے علاوہ یہاں تمام خادمین و متولیان درگاہ شریف زمانۂ قدیم سے گائے کا گوشت قطعی طور پر استعمال نہیں کرتے ہیں[1]

۵۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مسمی محمد اسمٰعیل[2] اپنی کھوئی ہوئی بصارت کے حصول کے لئے مختلف مقامات پر علاج کروایا تھا لیکن کہیں بھی اس کو فائدہ نہیں ہوا اور جب اس کو یہ یقین ہو گیا کہ اب اس کا علاج ڈاکٹروں کے بس کی بات نہیں تو وہ علاج و معالجہ سے بیزار ہو کر درگاہ حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ میں حاضر ہوا اور حضرت کے وسیلہ سے اللہ کی جناب میں اپنا مدعا پیش کیا وہ ہر روز صبح و شام درگاہ شریف میں حاضر ہوتا اور دعا کرتا رہتا تھا آخر کار صرف آٹھ یا دس دن کے قلیل عرصہ میں اس پر

---

[1] راقم الحروف کو یہاں گائے کے گوشت کے استعمال کی ممانعت کے تعلق سے کسی کتابی حوالہ کا علم نہ ہو سکا۔ [2] متوطن علی پور تعلقہ ظہیرآباد ضلع میدک آندھرا پردیش، بیان کیا جاتا ہے کہ یہ واقعہ ۱۹۶۲ء یا ۱۹۶۳ء کا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا اور اس کی بینائی لوٹ آئی۔

۶ ۔ یہ ایک مشہور واقعہ ہے کہ مسمّی محبوب علی ؏[1] شدید قسم کی خراش میں مبتلا تھا اس نے اپنے مرض کا کافی علاج کروایا لیکن اُس کو کہیں بھی خاطر خواہ فائدہ نہیں ہوا۔ وہ ابتداء میں درگاہ حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو درازؒ میں حاضر ہوا۔ وہاں اس کو ایک خواب ہوا اور وہ اسی خواب کے بموجب درگاہ حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ میں حاضر ہوا اور ایک ہفتہ تک یہیں مقیم رہا۔ وہ ہر روز درگاہ شریف میں حاضر ہوکر دُعا و استغفار میں مصروف رہتا۔ علاوہ ازیں وہ درگاہ شریف میں مزاراتِ مبارک کے چبوترے کی صفائی بھی کیا کرتا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اُس کو صرف ایک ہفتہ کے اندر مکمل صحت ہوگئی بعد ازاں اس نے سنہ ۱۹۶۹ء میں اپنی صحت یابی کی مسرت میں درگاہ شریف کے اندرونی احاطہ میں مکمل طور پر سنگ سیلو کا فرش بھی کروایا۔

تصرّفات حضرت سیّد شاہ مہتاب قادریؒ

(۱) حضرت سید شاہ مہتاب قادریؒ کے مزارِ شریف کے بارے میں تاریخ خورشید جاہی مع ضیاءِ خورشید اور حدیقہ رحمانی میں یہ درج ہے

؏[1] عمر ۶۰ سال متوطن گلبرگہ شریف

نوٹ :۔ مندرجہ بالا واقعات بہ ضمن تصرّفات و فیضان (۴، ۵ اور ۶) کو کئی خادمین و متولیان درگاہ شریف حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ کے زبانی بیانات کی روشنی میں تحریر کیا گیا ہے جس کی توثیق متعدد اراکین متولی کمیٹی و ریسور بورڈ درگاہ شریف نے فرمائی ہے۔

کہ آپ کی مزارِ شریف ایک دلوار کے پایہ میں ہے اور یہ حضرت کا تصرّف ہے کہ مزار شریف رفتہ رفتہ آگے بڑھ رہی ہے چونکہ حضرت کے مزار شریف کے جانبِ جنوب، مزارات حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ، حضرت سید شاہ چینا قادریؒ، حضرت سید شاہ فیض اللہ قادریؒ اور حضرت زہرہ بیؒ واقع ہیں، ایک زمانہ بعد آپ کا مزار متذکرہ بالا مزارات کے برابر ہو جائے گا (واللہ اعلم بالصّواب)

تاریخ خورشید جاہی ۱؎ اور تاریخ رشید الدین خانی ۲؎ میں یوں لکھا ہے

" فرزندوں سے آپ کے (یعنی حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ کے) مہتاب صاحبؒ کرامت سے مشہور ہیں۔ کہتے ہیں کہ تربت آپ کی پایہ میں دلوار کے ہے اور یہ کرشمہ ہے کہ اندک، اندک زمانہ معتدیں باہر نکل آرہی ہے اور چونکہ باہر اور چند مزار ہیں افواہ ہے کہ بمرورِ ان مزارات کے برابر ہو جائے گی۔"

حضرت کے مزار شریف کے بارے میں ذیل میں حدیقۂ رحمانی ۳؎ کے مصنّف کے خیالات مِن وعَن پیش ہیں۔

" جب وہ پایہ میں اترے آپ نے مٹی سے پایہ کو بند کر دیا اور دلوار اس پر باندھی۔ چنانچہ وہی قبر باہر دیوار کے تھوڑا تھوڑا آرہی ہے۔"

(۲) یہ ایک مشہور واقعہ ہے کہ حضرت سید شاہ مہتاب قادریؒ کے مزار شریف پر واقع نیم کے درخت کی ایک ڈالی کے پتّے پھیکے تھے جب کہ اسی درخت کے دیگر تمام ڈالیوں کے پتے حسبِ معمول کڑوے تھے۔ واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت کے مزار شریف پر ابتدا میں کسی قسم کا سائبان نہیں تھا اور زیر بحث نیم کے

۱؎ صفحہ ۲۲۳ ۲؎ صفحہ ۲۳۱ ۳؎ صفحہ ۲۵۷

درخت کی صرف ایک ڈالی مزار شریف پر سے گذرتی تھی اور یہی ڈالی مزار شریف پر ایک سائبان کا کام دیتی تھی اور خدا کی قدرت سے صرف اسی ایک ڈالی کے پتے پھیکے تھے اور ان میں کڑواپن قطعی طور پر نہیں تھا۔ اکثر زائرین اس ڈالی کے پتے استعمال بھی کیا کرتے تھے لیکن بیان جاتا ہے کہ اس کرامت کے مشہور ہونے کے بعد یہ ڈالی لگ بھگ ۱۹۳۵ء میں سوکھ جانے کے باعث ٹوٹ چکی ہے۔

راقم الحروف نے اس واقعہ کی تصدیق کے لئے نہ صرف گھوڑواڑی شریف میں بلکہ حیدرآباد میں بھی مختلف اصحاب سے ربط پیدا کیا اور وہ تمام اصحاب جنھوں نے زیر بحث نیم کی ڈالی کے پتے چکھے ہیں اس واقعہ کی تصدیق کی ہے اس سلسلہ میں مولانا سید شاہ معز الدین صاحب معز قادری الملتانی ؎۱ نے یہ فرمایا کہ وہ روضۂ مبارک حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادری رح پر حاضر ہوئے تھے اور اس وقت انھوں نے حضرت سید شاہ مہتاب قادری رح کے مزار شریف پر واقع نیم کی ڈالی کے پتے چکھے جو پھیکے یا کسی قدر میٹھے تھے۔

باب ششم

خادمین حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادری رح

تذکرۃ القادری ؎۲ تاریخ خورشید جاہی ؎۳ اور تاریخ رشید الدین خانی ؎۴ کے مطالعہ سے اس بات کا علم ہوتا ہے کہ حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادری رح کے ہمراہ

؎۱ آپ حضرت محمد ملتانی بادشاہ رح (درگاہ شریف بمقام بیدر) کے سلسلے میں حضرت سید شاہ اسمٰعیل حسینی قادری الملتانی رح کے خلیفہ ہیں

؎۲ صفحہ ۴۵ ؎۳ صفحہ ۲۲۳ ؎۴ ۲۳۱

ان کے کچھ خادمین بھی تھے اس کتاب کے پچھلے اوراق میں گھوڑواڑی شریف میں حضرت کی آمد اور قیام کے عنوان کے تحت یہ لکھا جا چکا ہے جب حضرت پہاڑ اور گھڑپیٹل سے گھوڑواڑی شریف کو منتقل ہونا چاہتے تھے تو آپ نے اس پہاڑ پر سے ایک تیر چلایا تھا اور اپنے خادمین کو یہ حکم فرمایا تھا کہ وہ اس مقام پر نشان لگائیں جہاں کہ تیر جا گرا تھا۔ چنانچہ حضرت نے اُسی مقام پر قیام فرمایا جہاں کہ تیر آگرا تھا۔ دوسری روایت کے مطابق اسی مقام سے جہاں تیر آگرا تھا ایک پانی کا چشمہ بھی برآمد ہوا تھا اور اس چشمہ کے پانی سے حضرت نے وضو فرماکر عبادت فرمائی تھی۔ اس کے بعد حضرت نے ایک اور تیر (جانب مغرب) چلایا تھا اور اپنے خادمین کو یہ حکم فرمایا تھا کہ وہ تیر جہاں بھی جا گرا ہے نشان لگائیں اور تیر حاصل کریں لیکن خادمین اس تیر کو حاصل نہ کر سکے تو آپ خود اس مقام کی دریافت کے لئے تشریف لے گئے اور دیکھا کہ وہ تیر جھاڑیوں میں نصب تھا اور حضرت نے اسی مقام پر سکونت اختیار فرمائی اس طرح خادمین حضرت کے وصال تک حضرت کی خدمت میں مصروف رہے۔

مندرجہ بالا کتب میں جہاں خادموں کا ذکر ملتا ہے وہیں ان کے نام، ان کی تعداد اور ان کے وطن کا ذکر موجود نہیں ہے اس سلسلے میں متولی کمیٹی ورسیور بورڈ درگاہ حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ کے دفتر واقع گھوڑواڑی شریف میں بعض قدیم اسنادات کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت کے ہمراہ صرف دو خادم تھے جو دراصل آپس میں حقیقی بھائی تھے۔ ان میں بڑے بھائی کا نام شیخ صفی ؒ[1] ۔ چھوٹے بھائی کا نام شیخ حاجی اور ان کے والد کا نام شیخ شرف الدین تھا لیکن یہ

---

[1] بعض کاغذات میں شیخ صفی کے بجائے شیخ شفیلی درج ہے۔

معلوم نہ ہوسکا ہے کہ ان دونوں خادموں کی وفات کس سن میں ہوئی تھی گمان غالب ہے کہ ان دونوں خادموں کی وفات حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ کے وصال کے بعد ہی ہوئی ہوگی (واللہ اعلم بالصواب)

اولاد شیخ صفی و شیخ حاجی :- گھوڑواڑی شریف میں راقم الحروف کو خادم و متولیان درگاہ شریف کے ایک شجرۂ نسب کے مطالعہ کا موقع ملا ہے اس شجرہ نسب کی رُو سے شیخ صفی کے کُل چار فرزند تھے جن کے نام شیخ ہنیکٹ۔ شیخ قبولہ۔ شیخ میراں اور شیخ اسمٰعیل ہیں۔ شیخ حاجی کے کُل تین فرزند تھے جن کے نام شیخ محمد، شیخ متین اور شیخ محی الدین ہیں۔

قبورِ خادمین :- حضرت کے دونوں خادمین شیخ صفی اور شیخ حاجی کے قبور اندرون احاطہ درگاہ شریف میں حضرت زہرہ بیؒ کے مزار مبارک کے مشرقی جانب صرف دو یا تین فٹ کے فاصلہ پر ایک علیحدہ چبوترہ (۸ فٹ × ۶ فٹ) پر واقع ہیں ان دونوں قبور میں جانبِ مغرب شیخ صفی کی قبر اور جانبِ مشرق شیخ حاجی کی قبر ہے (تصویر نمبر ۸)

بابِ ہفتم

عمارات درگاہ شریف

صدر دروازہ (جدید) :- درگاہ حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ میں واقع تمام عمارتوں میں صدر دروازہ (جدید) سب سے زیادہ بُلند ہے اس دروازہ کی بُلندی ۳۵ فٹ ۴ انچ ہے یہ دروازہ درگاہ شریف کے احاطہ میں واقع مسجد کے جانب

مشرق واقع ہے۔ اس دروازہ کے روبرو یعنی جانب مشرق بازار و رہائشی مکانات واقع ہیں اور اسی جانب (یعنی جانب مشرق) تقریباً (۱۲۵) گز کے فاصلہ پر تالاب واقع ہے اس کے علاوہ اس دروازہ کے جانب جنوب (اندرون احاطۂ درگاہ شریف) ایک انتہائی وسیع و عریض مسطح حصہ زمین واقع ہے جہاں زمانۂ قدیم میں عرس شریف کے دوران قادریہ بازار لگا کرتا تھا۔ لیکن اب اس جگہ ایک وسیع عمارت (سماع خانہ) تعمیر کیا گیا ہے بیان کیا جاتا ہے کہ صدر دروازہ (جدید) کو درگاہ شریف کے خادموں نے تعمیر کروایا تھا۔ لیکن سن تعمیر اور تعمیری اخراجات کے بارے میں ضروری معلومات فراہم نہ ہو سکیں (تصویر نمبر ۱)

صدر دروازہ (قدیم) :- صدر دروازہ (قدیم) کی بلندی صدر دروازہ (جدید) کے مقابلے میں کم ہے اس دروازہ کی بلندی ۱۲ فٹ ۶ انچ ہے۔ اس کے جانب شمال نقار خانہ اور جانب جنوب اندرون احاطہ درگاہ شریف مزارات مبارک واقع ہیں اس دروازہ کی تعمیر کب اور کس نے کی تھی معلوم نہ ہو سکا ہے لیکن اتنا ضرور کہا جا سکتا ہے کہ اس کی تعمیر صدر دروازہ (جدید) اور نقار خانہ سے قبل ہی ہوئی ہوگی (تصویر نمبر ۲)

چھوٹا دروازہ (قدیم) :- یہ دروازہ اندرون احاطۂ درگاہ شریف کے جانب جنوب واقع ہے اور درگاہ شریف کے تمام دروازوں میں سب سے کم بلند ہے یہ دروازہ یوں تو ۹ فٹ ۶ انچ بلند ہے لیکن اس دروازہ کے اصل راستہ کی بلندی صرف ۳ فٹ ۴ انچ اور چوڑائی ۲ فٹ ۶ انچ ہی ہے اس کی تعمیر کب اور کس نے

کی تھی معلوم نہ ہوسکا ہے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ دروازہ اور صدر دروازہ (قدیم) با اعتبارِ طرزِ تعمیر ممکن ہے ایک ہی زمانے میں تعمیر کیئے گئے ہوں۔ اس دروازہ کے روبرو یعنی جانبِ جنوب قبرستان اور جانبِ مشرق رہائشی مکانات واقع ہیں (تصویر نمبر ۳)

چھوٹا دروازہ (جدید) :- یہ دروازہ صدر دروازہ (قدیم) کے جانبِ مغرب تقریباً دو گز کے فاصلے پر واقع ہے اس دروازہ کو مسمّی فتح محمد صاحب متوطن گھوڑواڑی شریف نے ۱۳۶۲ھ ہجری میں تعمیر کروایا تھا اس کی بلندی ۷ فٹ ۱۶ انچ ہے اس دروازہ پر ایک کتبہ نصب ہے جس کی عبارت اس طرح ہے۔

مقدس ولی ہیں تعجب نہیں — کہ چُومیں ملک اُن کے دَر کی زمیں
ہے بافیض یہ آستانہ یقیں — خوشا گفت باب است خُلدِ بریں

۱۳۶۲ھ ہجری (تصویر نمبر ۲)

دروازہ برائے قادریہ بازار :- صدر دروازہ (جدید) کے جانب جنوب ایک اور دروازہ برائے قادریہ بازار واقع ہے اس دروازہ کی بلندی ۱۲ فٹ ہے اس کی تعمیر کا زمانہ معلوم نہ ہوسکا ہے (تصویر نمبر ۱۶) لیکن اب یہ دروازہ آمد و رفت کے لئے بند کر دیا گیا ہے۔

نقارخانہ :- درگاہ شریف کے احاطہ میں واقع مسجد کے جانبِ شمال ایک دو منزلہ نہایت عالیشان نقارخانہ واقع ہے یہ ۳۱ فٹ بلند ہے اس پر ایک کتبہ بھی نصب ہے جس کی رُو سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس عمارت کو حضرت کے ایک معتقد

مسمّی پیرن صاحب نے ۱۲۲۰ھ میں تعمیر کروایا تھا۔ کتبۂ[۱] کی عبارت اس طرح ہے

بندۂ مسکین پیرن صاحب — بصد صدق و صفا
کردہ ایں نقارہ خانہ — بامراد دل نیاز
چو بجستم سال تاریخش — ....
گفت ہاتف غیب — باقیہ ارض و سماء

۱۲۲۰ھ ہجری (تصویر نمبر ۱۵)

اس نقارخانہ میں حسب عملدرآمد قدیم نوبت نوازی کے اوقات کی تفصیل ذیل میں درج ہے۔

ایّام	نوبت نوازی کے اوقات
روزآنہ بجز پنجشنبہ	(۱) فجر کی نماز سے پہلے (۲) ۱۲ ساعت دن (۳) بعد نماز مغرب
ہر پنجشنبہ	(۱) فجر کی نماز سے پہلے (۲) ۹ ساعت صبح (۳) ۱۲ ساعت دن (۴) بعد نماز مغرب
عرس شریف کے موقع پر (تین روز تک)	(۱) فجر کی نماز سے پہلے (۲) ۹ ساعت صبح (۳) ۱۲ ساعت دن (۴) بعد نماز مغرب (۵) ۱۲ ساعت شب

ء۱ چونکہ یہ کتبہ انتہائی شکستہ خط میں تحریر کیا گیا ہے اس لئے اس کتبے کے تیسرے شعر کا دوسرا مصرعہ ٹھیک طرح سے پڑھا نہ جاسکا اور اسی وجہ یہ مصرعہ یہاں نقل نہیں کیا گیا ہے اور اسی مصرعہ میں تدخلہ مادۂ تاریخ درج تھا۔ اس لئے کہ موجود مصرعہ سے ۱۲۱۸ھ برآمد ہوتے ہیں۔
دو عدد کا تدخلہ اس مصرعہ میں ہوگا۔

تین کمانی عمارت :- صدر دروازہ (قدیم) کے جانب مشرق ایک مختصر سی عمارت ہے جس کی صرف تین کمانیں ہیں یہ عمارت ۱۲ فٹ ۴ اِنچ بلند ہے یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس عمارت کو حضرت کے ایک معتقد مسمّی وزیر خاں نے تعمیر کروایا لیکن سِن تعمیر کے بارے میں ضروری معلومات فراہم نہ ہو سکیں (تصویر نمبر ۱۲)

چار کمانی عمارت :- اندرون احاطہ درگاہ شریف حضرت زہرہ بی رحؒ کے مزار مبارک کے تقریباً جانب مشرق ایک ۴ فٹ بلند چار کمانی عمارت واقع ہے بیان کیا جاتا ہے کہ اس عمارت کو حضرت کے معتقد مسمی محمد اسمٰعیل نے ۱۳۲۰ھ ہجری میں تعمیر کروایا تھا (تصویر نمبر ۱۱) اس عمارت کے جانب جنوب ایک وسیع چبوترہ واقع ہے اس چبوترہ پر اب سائبان تعمیر کیا گیا ہے۔

سماع خانہ :- صدر دروازہ (جدید) کے جانب جنوب (اندرون احاطہ درگاہ شریف) ایک وسیع و عریض چبوترہ نما پلاٹ پر جہاں ماضی میں قادریہ بازار لگا کرتا تھا اب ایک عالیشان سماع خانہ تعمیر کیا گیا ہے جس میں کئی کمرے اور ایک وسیع و عریض ہال ہے دفتر معتمد و کمیٹی ورسیور بورڈ درگاہ حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادری رحؒ اسی عمارت میں قائم ہے حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادری رحؒ کے سالانہ عرس شریف کے موقع پر جلسہ سیرت اور محفلِ قوالی اسی سماع خانہ میں منعقد کیے جاتے ہیں اس عمارت میں جانب مغرب ایک سائبان بھی تعمیر کیا گیا ہے۔ (تصویر نمبر ۱۰)

مسجد احاطۂ درگاہ شریف } گھوڑواڑی شریف میں اس وقت دو مسجدیں اور دو عیدگاہ ہیں۔ دو مسجدوں میں ایک مسجد

احاطہ درگاہ شریف میں صدر دروازہ (جدید) کے جانب مغرب واقع ہے اس مسجد کی بلندی ۲۱ فٹ اور کل رقبہ (۱۶۴۰) مربع فٹ ہے مسجد کے روبرو ایک نہایت ہی وسیع و عریض مربع نماز (۱۵ فٹ ۸ انچ × ۱۵ فٹ ۸ انچ اور ۲ فٹ ۳ انچ) چبوترہ بھی واقع ہے۔

اس مسجد میں ایک کتبہ نصب ہے جس کی رو سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس مسجد کو نواب ناصر الدولہ بہادر ع۱ کی کنیزوں میں سے ایک کنیز مسماۃ زہرہ نے ۱۲۵۱ھ ہجری میں تعمیر کروائی تھی۔ ذیل میں اس کتبہ کی عبارت من و عن پیش ہے۔

شکر کر توفیق حی لا یموت | قادر پروردگار ذوالکرم
در زمان والئ ملک دکن | خسرو کیوان حشم گردون خیم
نائب رب العلا ظل اله | ناصر الدولہ بہادر محتشم
مسجدی روشن بنائی ساختہ | از کنیز آمنش یکی زہرہ شیم
گشت چوں نیا این فرخ بنا | غوطہ در بحر تاریخش زدم
سر بروں آورد از عز از فکر | گفت سائش ثانی بیت الحرم

گھوڑواڑی شریف میں یہی ایک واحد مسجد ہے جس میں نماز پنجگانہ کے علاوہ نماز جمعہ بھی ادا کی جاتی ہے چونکہ اندرون مسجد گنجائش کم ہے اس لیئے عام طور پر موسم گرما میں ہر جمعرات و جمعہ کو اور عرس شریف کے موقع پر یہاں

ع۱ نواب ناصر الدولہ بہادر آصفجاہ چہارم کا دور حکومت بموجب حدیقہ مملکت عثمانیہ المعروف بہ گلزار آصفیہ مولفہ سید خواجہ صفحہ ۲۶۲ ۱۲۴۵ھ ہجری م ۱۸۲۹ء تا ۱۲۷۴ھ ہجری م ۱۸۵۷ء ہے لیکن تزک محبوبیہ جلد اول (مطبوعہ اردو) مولفہ غلام صمدانی خاں گوہر صفحہ نمبر ۳۸ کے بموجب ۱۹ ذی قعدہ ۱۲۴۴ھ ہجری تا ۲۲ رمضان ۱۲۷۳ھ ہے

مصلیوں کو کافی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اسی لیئے مصلیوں کی سہولت کی خاطر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسجد ہذا کے عقب میں ایک نہایت وسیع و عریض دو منزلہ جامع مسجد تعمیر کی جا رہی ہے۔

نامکمل مسجد :- درگاہ شریف کے احاطہ کی دیوار سے تقریباً (۲۵) فٹ کے فاصلہ پر مغربی جانب ایک انتہائی خوبصورت مسجد واقع ہے لیکن یہ نامکمل ہے اس مسجد کی تمام دیواریں سنگ سیاہ سے تعمیر کی گئی ہیں لیکن اس کی چھت اور مینار تعمیر نہیں ہو سکے۔ اس مسجد کی سن تعمیر وغیرہ سے متعلق تفصیلات کا علم نہ ہو سکا ہے (تصویر نمبر ۲۳)

عیدگاہ (قدیم) :- درگاہ شریف کے اندرونی احاطہ میں حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ کے مزارِ مبارک کے جانب مغرب ایک عیدگاہ واقع ہے یہاں نماز عیدین کے علاوہ حسب ضرورت نماز جمعہ بھی ادا کی جاتی تھی۔ چونکہ جدید عیدگاہ تعمیر ہو چکی ہے اس لیئے اب یہاں نماز جمعہ و نماز عیدین ادا نہیں کی جا رہی ہیں۔ (تصویر نمبر ۱۴)

عیدگاہ (جدید) :- گھوڑواڑی شریف میں واقع تالاب کے جانب جنوب وسیع و عریض میدان میں جو نسبتاً بلندی پر واقع ہے ایک نہایت کشادہ اور عالیشان عیدگاہ تعمیر کی گئی ہے اس عیدگاہ کی تعمیر ڈسمبر ۱۹۸۵ء میں مکمل ہوئی۔ ایک اندازہ کے مطابق اس جدید عیدگاہ میں نہ صرف مسلمانان گھوڑواڑی شریف بلکہ آس پاس کے دیہات کے مسلمان بھی بآسانی نماز عیدین ادا کر سکتے ہیں۔ اس عیدگاہ کی مغربی جانب کی دیوار (۱۰۵) فٹ طویل (۱۸) فٹ بلند اور (۳) فٹ چوڑی ہے جبکہ اس کے مینار (۳۵) فٹ بلند ہیں۔ عیدگاہ کے صحن کا رقبہ (۱۴۰۰) مربع گز ہے۔ (تصویر نمبر ۲۴)

جامع مسجد گھوڑواڑی شریف : چونکہ گھوڑواڑی شریف میں موجودہ قدیم مسجد (نزد چھوٹا دروازہ جدید) گنجائش کے اعتبار سے اس قدر چھوٹی ہے کہ مقامی مسلمانوں کے علاوہ حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادری رح کے سالانہ عرس شریف اور موسم گرما میں نیاز شریف و زیارت کے لئے کئی شہروں اور دیہاتوں سے آئے ہوئے ہزاروں مسلمانوں کے لئے برائے نماز پنجگانہ اور خاص طور پر نماز جمعہ کے لئے قطعی ناکافی ہے اس لئے موجودہ قدیم مسجد کے عقب میں ایک نہایت عالیشان وسیع و عریض دو منزلہ جامع مسجد کی تعمیر کے لئے سنگ بنیاد ۱۸ ستمبر ۱۹۸۵ء کو بدست حضرت مولانا الحاج سید شاہ محمد حسینی اکبر محمد محمد الحسینی صاحب سجادہ نشین درگاہ حضرت خواجہ بندہ نواز گیسودراز رح (گلبرگہ شریف) رکھا گیا تھا اس جامع مسجد کی تعمیر کا کام مولانا الحاج سید شاہ انوار اللہ حسینی افتخاری صاحب کی راست نگرانی میں بفضل تعالیٰ اب تکمیل کے آخری مراحل میں ہے جامع مسجد کی اصل عمارت مکمل ہو چکی ہے جبکہ باؤنڈری وال اور طہارت خانے وغیرہ ابھی تکمیل طلب ہیں۔

جامع مسجد کے بارے میں دیگر تفصیلات ذیل میں درج ہیں۔

کل رقبہ = ۱۵۰۰ (پندرہ سو) مربع گز (تیرہ ہزار پانچ سو مربع فٹ)

تعمیری رقبہ = ۵۳ فٹ × ۸۸ فٹ جملہ ۴۶۶۴ (چار ہزار چھ سو چونسٹھ مربع فٹ)

کھلی زمین کا رقبہ = ۸۸۳۶ (آٹھ ہزار آٹھ سو چھتیس) مربع فٹ

کل تعمیری تخمینہ = مبلغ ۳۰ لاکھ روپئے (تیس لاکھ روپے)

(تصویر نمبر ۲۱)

اس جامع مسجد کا ایک کھاتہ کرشنا گرامینا بینک گھاٹ بورل (تعلقہ

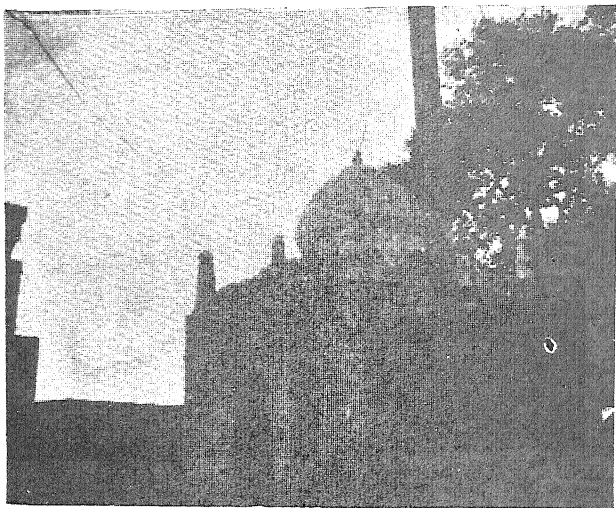
ہمنا آباد (ضلع بیدر، کرناٹک اسٹیٹ) میں کھولا گیا ہے جس کا ایس بی اکاونٹ
نمبر ۲۰۰۰ (دو ہزار) ہے۔ اہل خیر حضرات سے پُر خلوص دردمندانہ التماس ہے
کہ وہ تعمیر جامع مسجد گھوڑواڑی شریف جیسے نیک اور خالص دینی کام میں دل
کھول کر مالی تعاون فرماتے ہوئے اجرِ عظیم حاصل فرمائیں۔

چشمہ

اس کتاب کے پچھلے اوراق میں "گھوڑواڑی شریف میں حضرت کی تشریف
آوری اور قیام" کے عنوان کے تحت یہ لکھا جا چکا ہے کہ حضرت نے گھوڑواڑی
شریف میں مستقل قیام سے پہلے ایک پہاڑ پر قیام فرمانا چاہا تھا لیکن پہاڑ پر
قیام کی اجازت نہ ملنے پر حضرت نے اس پہاڑ سے ایک تیر چلایا تھا اور
اپنے خادموں کو حکم دیا تھا کہ تیر گرنے کے مقام پر ایک نشان لگائیں خادموں
نے حضرت کے حکم کی تعمیل کی لیکن جوں ہی انھوں نے تیر کو زمین سے نکالا اسی
مقام پر پانی کا ایک چشمہ اُبل پڑا تھا حضرت کے علاوہ آپ کے تینوں فرزند
اور محل محترمہ نے اسی چشمہ کے پانی سے وضو کیا اور نماز ادا فرمائی تھی مندرجہ بالا
واقعہ کو وقوع پذیر ہوئے اندازاً ۵۵۰ سال کا عرصہ ہوتا ہے لیکن اتنا
طویل عرصہ گذرنے کے باوجود آج بھی یہ چشمہ گھوڑواڑی شریف میں تالاب
کے جانب مشرق صرف چند گز کے فاصلے پر موجود ہے اور اس کا پانی قابلِ استعمال
ہے مقامی آبادی کے علاوہ زائرین اس چشمہ کے پانی کو پینے اور پکوان کے لئے
استعمال کرتے ہیں (تصویر نمبر ۱۹)

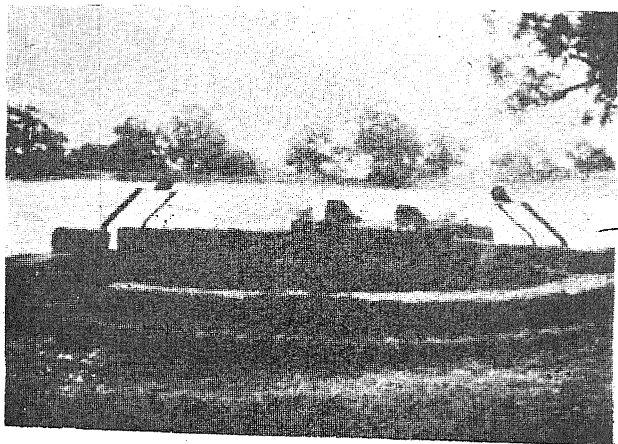
تالاب

گھوڑواڑی شریف میں صرف ایک ہی تالاب ہے چونکہ یہاں کی مٹی سرخ ہے



۱۷۔ درگاہ حضرت سید شاہ منجلے حسینیؒ (ہلنچال)

۱۸۔ درگاہ حضرت بہاء الدین باگ مار (چینچولی)



۱۹- چشمہ



۲۰- تالاب اور پہاڑ او گھر پیٹیل

اس لئے اس تالاب کا پانی بھی ہمیشہ سُرخ ہی رہتا ہے۔ یہ تالاب کئی اعتبار سے اہم اور کافی مشہور ہے چونکہ زائرین و معتقدین اور مقامی آبادی اس تالاب کے پانی کو پیوان کے لیئے بھی استعمال کرتے ہیں اس لئے مناسب ہوگا کہ اس تالاب کا تحفظ کیا جائے اور اس کو آلودگی و گندگی سے پاک و صاف رکھا جائے۔

اس تالاب سے صرف چند ہی گز کے فاصلہ پر جانب مغرب موضع گھوڑواڑ شریف جانب شمال پہاڑ او گھڑ پیٹل اور جانب مشرق چشمہ واقع ہے اس کے علاوہ جناب مغرب تقریبًا (۱۳۵) گز کے فاصلہ پر درگاہ شریف کا صدر دروازہ (جدید) اور جانب جنوب تقریبًا (۱۴۰) گز کے فاصلہ پر عیدگاہ جدید واقع ہے۔ (تصویر نمبر ۲۰)

باب ہشتم

امداد نامہ

امداد نامہ [1] کے شاعر ناصر نے اپنی پریشان حالی سے نجات پانے کے لئے اللہ تبارک تعالیٰ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد چاہی ہے۔ علاوہ ازیں اس شاعر نے کئی بزرگانِ دین بشمول حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادری سے بھی مدد طلب کی ہے۔ ذیل میں امداد نامہ کے صرف تین بند پیش ہیں۔

پہلا بند

یا اللہ العالمین مشکل مری آسان کرو   اے کہ خیر الناصرین مشکل مری آسان کرو

---

[1] امداد نامہ (مخطوطہ اُردو)

جملہ صفحات ۱۳ فی صفحہ ۱۳ اشعار۔ کتب خانہ ادارۂ ادبیات اُردو حیدرآباد (داخلہ نشان ۹۴۹ تذکرہ مخطوطات جلد پنجم

اے دو جگ کے حاکمین مشکل مری آسان کرد   قادر قدرت امین مشکل مری آسان کرد
درد ہے میرا یقین مشکل میری آسان کرد

۵۲ واں بند

موج مولانا ہے کلیانی[1] مینے عالی وقار   در جگر یا ترک ملانا جو ہے مجکو ادھار
ہے کھو پرواڑی میں اسمٰعیل[2] شاہ اوسی بچار   شاہ[3] خداوند دریچولی ہے میر مطلب کے یار
شاہ[4] ملنگی کوکتی مشکل مری آسان کرد

آخری بند

ہیں جہاں میں کئی ولی ساکن جو ہیں سر مرغزار   نام سے ان اولیاں کے ہے مجھے تا مرادھار
درد کم سے سب کے نِت اپنی زباں اوپر قرار   خوب ہے سیکھتے میں کرنا تجے ایسا بچار
بول سب کوں دم بدم مشکل مری آسان کرد

منقبت در مدح حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادری رح

از محمد بیناہ خفتی[5] مرحوم

اے واقفِ رمز خفی وجلی سید اسمٰعیل شاہ ولی
مقبولِ جناب لم یزلی سید اسمٰعیل شاہ ولی

۱؎ حضرت شاہ تاج الدین رح باگ سوار بسوا کلیان (ضلع بیدر) کرناٹک اسٹیٹ
۲؎ حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادری رح گھوڑواڑی شریف (ضلع بیدر) کرناٹک اسٹیٹ
۳؎ حضرت سید شاہ ہاشم حسینی رح المعروف خداوند خدانما چیچولی (ضلع گلبرگہ) کرناٹک اسٹیٹ
۴؎ حضرت شاہ ملنگی رح کوکتی مہاراشٹرا اسٹیٹ

نوٹ: ۵۲ویں بند میں "کھو پرواڑی" درج ہے جو اصل میں گھوڑواڑی ہے

۵؎ محمد بیناہ خفتی مرحوم درگاہ حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادری رح کے خادم تھے بیان کیا جاتا ہے ان کا انتقال لگ بھگ سنہ ۱۸۹۵ء میں ہوا تھا اور وہ گھوڑواڑی شریف ہی میں دفن ہیں۔

بافیض عجب درگاہ ہے تیری تجھ در سے مرادیں پا دیں سبھی
تو آلِ نبی اولادِ علی رضؓ سید اسمٰعیل شاہ ولی

یک جام شراب وصل پلا رکھ دید میں اپنے محو سدا
میری تشنہ لبی سے جان چلی سید اسمٰعیل شاہ ولی

اب کیوں نہ کروں شکر خدا کو تجھ میں رکھا تیرے صبح و مسا
ہے خلد سے بہتر تیری گلی سید اسمٰعیل شاہ ولی

اُمید یہی ہے تجھ سے مری ہے دید کی خواہش دل میں کبھی
بر لادے میرا مقصودِ دلی سید اسمٰعیل شاہ ولی

ہے گلشن حقی وجہ خزاں برباد ہوئی یا شاہ شہاں
اُمیدِ دلی کی کھلا دے کلی سید اسمٰعیل شاہ ولی

باب نہم

سالانہ عرس شریف و ہفتہ واری نیازات

حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ کا عرس

سالانہ عرس شریف شریف ہر سال ۲۹ ذی الحجہ سے یکم محرم یا ۲ محرم تک بمقام گھوڑے واڑی شریف نہایت ہی عقیدت و احترام کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ ۲۹ ذی الحجہ کو بعد نماز عشاء جلوس صندل مبارک خادموں کے قدیم مکان سے حسب عمل درآمد قدیم روانہ ہوتا ہے اور مختلف راستوں سے گذرتا ہوا چار یا پانچ ساعت صبح درگاہ شریف پہنچتا ہے جلوس صندل مبارک میں بلالحاظ مذہب و ملت ہزارہا زائرین شریک رہتے ہیں۔ صندل مبارک کے درگاہ شریف پہونچنے کے بعد رسم صندل مالی انجام دی جاتی ہے۔

نمازِ فجر کے بعد محفلِ قصیدہ بردہ شریف اور بعد ازاں محفلِ سماع کا انعقاد عمل میں آتا ہے۔

دوسرے دن یعنی ۳۰ ذی الحجہ یا یکم محرم کو درگاہ شریف میں چہل پہل نسبتاً بڑھ جاتی ہے اس دن زائرین بلا لحاظ مذہب و ملت نہ صرف زیارت کے لئے درگاہ شریف میں حاضر ہوتے ہیں بلکہ کثرت سے بکرے ذبح کر کے حضرت کے ایصال ثواب کے لئے نیاز شریف بھی ادا کرتے ہیں بعد ازاں مغرب کے ساتھ ہی درگاہ شریف اور درگاہ شریف سے متعلقہ تمام عمارتوں پر چراغاں کئے جاتے ہیں ان دنوں چونکہ گھوڑواڑی شریف میں برقی کی سہولت حاصل ہے اس لیے درگاہ شریف میں بہت زیادہ لائٹنگ کی جاتی ہے لیکن اُس زمانے میں جبکہ یہاں برقی کی سہولت حاصل نہ تھی درگاہ شریف میں تیل کے چراغ ہی روشن کیئے جاتے تھے غالباً اسی مقصد کے تحت درگاہ شریف کے احاطہ کی تقریباً تمام دیواروں میں چراغ رکھنے کی گنجائش فراہم کی گئی ہے بعد نماز عشاء اندرون احاطہ درگاہ شریف بمقام سماع خانہ جلسۂ سیرت النبیؐ و سیرت حضرت ممدوحؒ نہایت پابندی کے ساتھ منعقد ہوتا ہے جس میں علمائے کرام مشائخ عظام کے علاوہ ممتاز دانشور اصحاب و قائدین کرام کی بصیرت افروز و سیر حاصل تقاریر ہوتی ہیں اس جلسہ میں ہزاروں مرد و خواتین بلا امتیاز مذہب و ملت شریک رہتے ہیں جلسہ کے اختتام کے بعد محفلِ سماع منعقد ہوتی ہے جس کا سلسلہ اذانِ فجر تک جاری رہتا ہے۔

یکم محرم کو احاطہ درگاہ شریف میں بعد نماز فجر مجلس فاتحہ منعقد ہوتی ہے اس نشست میں تلاوت قرآن پاک اور قصیدہ بردہ شریف کے بعد سلام بحضور سرورِ کونین گذارا جاتا ہے اور محفل سماع کا انعقاد بھی عمل میں آتا ہے اس طرح حضرتؒ کے عرس شریف کی سہ روزہ تقاریب اختتام کو پہونچتی ہیں

یہاں اس بات کا ذکر بے محل نہ ہوگا کہ عرس شریف کے دوران نہ صرف درگاہ شریف میں بلکہ سارے موضع گھوڑواڑی شریف میں ہندو مسلم اتحاد اور قومی یکجہتی کے جو پُر اثر نظارے دیکھنے کو ملتے ہیں وہ یقینی طور پر لائق ستائش اور قابل قدر ہوتے ہیں۔

حضرت کے عرس شریف کے بارے میں میر قمر علی قمرؔ مصنف آئینہ دکن لکھتے ہیں[1]

"خاص گھوڑواڑی میں حضرت سید شاہ اسمٰعیل صاحبؒ کا عرس ہر سال بڑے دھوم سے ہوا کرتا ہے کئی روز تک بڑا ہجوم رہتا ہے دور دُور سے لوگ آتے ہیں ہزاروں روپے کی خرید و فروخت ہوتی ہے"

درگاہ حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ کی

ہفتہ واری نیازات :-

یہ خصوصیت ہے کہ یہاں زائرین و معتقدین سالانہ عرس شریف کے علاوہ ہر پنجشنبہ کو درگاہ شریف میں حاضر ہوتے ہیں اور اپنی حیثیت کے مطابق بکرے ذبح کرکے یا کھانا و مالیدہ تیار کرکے حضرت کے ایصال ثواب کے لئے نیاز شریف ادا کرتے ہیں لیکن خاص طور پر موسم گرما کے دوران ہر پنجشنبہ کو ہزارہا زائرین بلالحاظ مذہب وملت درگاہ شریف میں حاضر ہوتے ہیں، کثرت سے بکرے ذبح کرکے نیاز شریف ادا کرتے اور اپنی دلی مرادیں اور فیضان پاتے ہیں۔ ہر پنجشنبہ کے علاوہ زائرین و معتقدین ہر جمعہ اور دوشنبہ کو بھی کثیر تعداد میں حاضر ہوتے اور نیاز شریف ادا کرتے ہیں۔

یہاں اس بات کا ذکر بے محل نہ ہوگا کہ بعض زائرین بلالحاظ مذہب و ملت (مرد اور خواتین) حضرتؒ سے اپنی والہانہ عقیدت کے اظہار کے لیے غسل کے فوری بعد گیلے کپڑوں میں زمین پر منہ کے بل لیٹتے ہیں اور اپنے ہاتھوں کو آگے بڑھاتے ہیں

---

[1] صفحہ نمبر ۲۲۵

ایک دوسرا شخص اُن کے انگلیوں کے پاس ایک لکیر کھینچتا ہے پھر وہ اُٹھ کر اس لکیر تک چل کر آتے اور پھر منہ کے بل لیٹتے اور ہاتھ آگے بڑھاتے ہیں اس طرح وہ کافی فاصلہ طئے کرتے ہوئے درگاہ شریف میں حاضر ہوتے ہیں اور حضرت کی نیاز شریف ادا کرتے ہیں۔ یہاں عرس شریف کے علاوہ ہر پنجشنبہ کو اور خاص طور پر اماوس کے موقعہ پر کثرت سے ناریل بھی پھوڑے جاتے ہیں۔

سابق سربراہ مملکت آصفیہ کیجانب سے عرس شریف کیلئے رقمی منظوری

حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ کی عقیدت و احترام میں سابق سربراہ مملکت آصفیہ حیدرآباد دکن کی جانب سے حضرت کے سالانہ عرس شریف کیلئے مبلغ پچاس روپئے مقرر تھے۔[1]

یہاں اس بات کا ذکر بے محل نہ ہوگا کہ سابق ریاست حیدرآباد میں باستثنائے ملک برار جتنے بھی اعراس اور جاترا ہوتے تھے ان کے منجملہ (۲۲۲) درگاہوں کے اعراس اور (۴۳) دیولوں کے جاتراؤں کے انعقاد کے سلسلے میں ضروری اخراجات کے لئے سابق نظام کی جانب سے بھاری رقومات منظور و مقرر کی گئیں تھیں ان منظورہ رقمات کی ایک طویل فہرست ضروری تفصیلات کے ساتھ آئینہ دکن[2] میں درج ہے۔

مندرجہ بالا درگاہوں اور دیولوں کی مذہبی رسومات کی تکمیل کیلئے جس قدر فراغ دلی سے رقمات منظور کی گئیں تھیں اس سے سابق مسلم حکمرانوں کے سیکولر ذہن، مساوات، رعایا کے ساتھ بہتر سلوک اور انصاف پسندی کا ثبوت ملتا ہے۔

۱ـ امیر قمر علی قیصر آئینہ دکن صفحہ نمبر ۳۴ ۲ـ صفحہ نمبر ۲۸ و ۳۴

امرائے پائیگاہ کی درگاہ شریف میں حاضری

نواب بشیر الدولہ بہادر امیر پائیگاہ سر آسمان جاہ ۱۳۰۹ف م ۱۳۱۹ ہجری میں حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ کے روضہ پر حاضر ہوئے تھے اور انہوں نے حضرت کے ایصال ثواب کے لئے نیاز شریف ادا کر کے دعوت عام کا اہتمام کیا تھا۔ علاوہ ازیں نواب صاحب نے حضرت کی عقیدت میں گیارہ عدد اشرفیاں اور بڑی دیگیں بھی بطور نذر پیش کی تھیں ۔

نواب بشیر الدولہ بہادر امیر پائیگاہ آسمان جاہ کی طرح ان کے صاحبزادے نواب معین الدولہ بہادر امیر پائیگاہ بھی ۱۳۲۱ف م ۱۳۳۱ ہجری میں حضرت کے روضہ پر حاضر ہوئے تھے اور انہوں نے بھی حضرت کے ایصال ثواب کے لئے نیاز شریف ادا کر کے دعوت عام کا اہتمام کیا تھا علاوہ ازیں نواب صاحب نے مبلغ چار سو تریالیس روپے بھی بطور نذر پیش کیئے تھے ۔

گھوڑواڑی شریف — ایک مختصر جائزہ

گھوڑواڑی شریف بہ حیثیت ایک تعلقہ :- سابق ریاست حیدرآباد میں

گھوڑواڑی بہ حیثیت ایک تعلقہ کے علاقہ پائیگاہ آسمان جاہ ۱؎ میں شامل تھا۔ اس تعلقہ کے تحت کل (۵۵) دیہات تھے اور جملہ آبادی

۱؎ آئینہ دکن صفحہ نمبر ۵ علاقہ پائیگاہ دراصل سابق ریاست حیدرآباد کا ایک حصہ تھا جو امرائے پائیگا کو جمعیت رکھنے کیلئے عطا کیا گیا تھا تاکہ وقت ضرورت وہ حکومت کی فوری مدد کر سکیں۔

(۲۹۷۲۶) افراد پر مشتمل تھی ؎۱ لیکن بموجب گزیٹر (بابت ۱۹۳۱ء تا ۱۹۳۶ء ؎۲
تعلقہ گھوڑواڑی (علاقہ پائیگا) ضلع بیدر میں شامل تھا اس وقت اس تعلقہ
کے تحت کل (۵۷) دیہات تھے اور کل آبادی (۳۹,۱۲۸) افراد پر مشتمل تھی

گھوڑواڑی شریف بحیثیت ایک موضع :- آزادی کے بعد جب کہ ہندوستان ایک آزاد خود مختار جمہوریہ کی
حیثیت سے دنیا کے نقشہ پر نمودار ہوا تب ملک کی متعدد دیسی ریاستوں بشمول
ریاست حیدرآباد دکن کو انڈین یونین میں ضم کر دیا گیا اور سابق ریاست حیدرآباد
کے اضلاع کی تنظیم جدید عمل میں آگئی اور گھوڑواڑی شریف کو بحیثیت ایک موضع
کے ضلع بیدر ریاست میسور میں شامل کیا گیا۔ حال ہی میں ریاست میسور کا نام
تبدیل کر کے ریاست کرناٹک رکھا گیا ہے ابتدا میں موضع گھوڑواڑی شریف تعلقہ
بھالکی میں شامل تھا لیکن گذشتہ چند برسوں سے یہ موضع تعلقہ ہمنا آباد میں شامل ہے
مردم شماری بابت ۱۹۷۱ء کی رُو سے موضع گھوڑواڑی شریف کی کل آبادی
بشمول مرد و خواتین (۲۰۷۹) تھی جبکہ اس وقت کل آبادی ۶۰۰۰ (چھ ہزار) اندازاً ہو گی۔

گھوڑواڑی شریف کا سفر اور سہولتیں :- گھوڑواڑی شریف ہمنا آباد سے تقریباً (۲۲) کیلو میٹر،
بسواکلیان سے (۲۳) کیلو میٹر اور بھالکی سے (۲۲) کیلو میٹر کے فاصلہ پر واقع
ہے ہمنا آباد نیشنل ہائی وے پر ہونے کے باعث ایک مشہور مقام ہے اور یہاں سے
گھوڑواڑی شریف کے لئے ہر روز کئی آر ٹی سی بسیں چلتی ہیں علاوہ ازیں بسواکلیان
بھالکی، بیدر، گلبرگہ، عمر گہ اور اُودگیر سے بھی متعدد آر ٹی سی بسیں روزآنہ گھوڑواڑی
شریف کو آتی ہیں حیدرآباد تا پرلی ویجناتھ ریلوے لائن پر بھالکی ایک ریلوے

؎۱ آئینہ دکن صفحہ ۲۲۳ ؎۲ جاری کردہ منجانب سابق حکومت حیدرآباد دکن صفحہ نمبر ۱۲ اور ۱۳

اسٹیشن ہے بھالکی سے گھوڑواڑی شریف کے لئے ہر روز کئی آر ٹی بسیں چلتی ہیں۔
مختصر یہ کہ ان دنوں گھوڑواڑی شریف کا سفر زمانہ قدیم کی طرح دشوار نہیں رہا بلکہ موجودہ سہولتوں کے باعث کافی آسان ہو گیا ہے۔

باب دھم

چند ہمعصر اولیاء اللہ

۸۰۱ سنہ ہجری تا ۹۰۰ سنہ ہجری

سلسلہ نشان	نام اولیاء اللہ	تاریخ ولادت	تاریخ وصال	مقام مزار شریف
۱۔	حضرت شاہ زین الدین گنج نشین رح	۷۶۷ھ یا ۷۷۱ سنہ ھ	۸۶۱ ھ۱ ہجری ۸۶۱ ھ۲	بیدر شریف
۲۔	حضرت شیخ عبداللہ کرخی رح خلیفہ حضرت شیخ زین الدین گنج نشین رح	۸۰۴ سنہ ھ	۲۲ ربیع الاول ۸۷۹ سنہ ھ ۳ ۸۷۹ سنہ ھ ۵	بیدر شریف
۳۔	حضرت سید شاہ خواجہ امین الدین ابوالفیض من اللہ محمد محمد الحسینی ابن حضرت سید شاہ اصغر حسینی رح بن حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رح ۴	۸۱۱ سنہ ھ	۶ ربیع الاول ۱۶ اور ۲۶ ربیع الاول ۸۷۹ سنہ ھ ۶	بیدر شریف

۱ بموجب مولوی شاہ جمال الدین گنج نشین سجادہ درگاہ حضرت شاہ زین الدین گنج نشین بیدر شریف

۲ محمد نجیب قادری ناگوری کتاب الاعراس (مطبوعہ اردو)

۳ بموجب سجادہ صاحب درگاہ حضرت شاہ زین الدین گنج نشین رح بیدر شریف

۴ تذکرۃ القادری صفحہ نمبر ۳۴

۵ جہاں نما علی شاہ تاریخ محمدیہ ۳ صفحہ نمبر ۱۴۳

۶ محمد عبدالوہاب عندلیب حالات بیدر

۴۔ حضرت سید السادات سید محمد حنیف رح خلیفہ حضرت خواجہ مسعود بیک رح	۸۳۴ھ یا ۸۲۱ھ	۱۹ رجمادی الثانی ۹۱۴ھ ۱ ۵ ررجب ۹۰۱ھ ۲	بیدر شریف
۵۔ حضرت سید شاہ برہان الدین خلیل اللہ بت شکن ۳ بن حضرت سید شاہ نعمت اللہ ولی کرمانی رح	—	—	بیدر شریف
۶ حضرت احمد شاہ شاہ ولی بہمنی رح مرید خلیفہ حضرت سید شاہ خلیل اللہ بت شکن ۴	—	—	بیدر شریف

۱ بموجب سجادہ صاحب درگاہ حضرت شاہ زین الدین گنج نشین بیدر شریف

۲ محمد ظہیر الدین رح سلطان احمد شاہ ولی بہمنی کا ذکر خیر اور گنبدہائے سلاطین ضلع بیدر کی سیر صفحہ نمبر ۱۴۵۔

۳ نسب نامہ حضرت سید شاہ برہان الدین خلیل اللہ بت شکن رح (بموجب تذکرۃ القادری) صفحہ نمبر ۳۳ (حضرت) سید شاہ خلیل اللہ حسینی بت شکن رح بن (حضرت) سید شاہ نعمت اللہ ولی کرمانی رح بن (حضرت) سید شاہ عبداللہ بن (حضرت) شاہ محمد الحسینی رح بن (حضرت) سید شاہ عبداللہ رح بن (حضرت) سید کمال الدین رح بن (حضرت) سید ہاشم رح بن (حضرت) سید موسیٰ رح بن (حضرت) سید شاہ جعفر رح بن (حضرت) سید شاہ صالح رح بن (حضرت) سید شاہ حاتم رح بن (حضرت) سید شاہ علی رح بن (حضرت) سید شاہ ابراہیم رح بن (حضرت) سید شاہ علی کاشانی رح بن (حضرت) سید شاہ محمد الحسینی رح بن (حضرت) سید شاہ اسمٰعیل رح بن (حضرت) میر عبداللہ رح بن حضرت امام زین العابدین رح بن (حضرت) سیدنا امام حسین رض شہید کربلا

۴ تاریخ خورشید جاہی مؤلفہ ضیاء خورشید صفحہ ۲۰۴ (دورِ حکومت حضرت احمد شاہ ولی بہمنی (۸۲۵ھ تا ۸۳۸ھ)

۷۔ حضرت شیخ ابراہیم قادری ملتانی رح بن حضرت شاہ فتح اللہ قادری الملتانی	—	۷ جمادی الثانی سنہ ۸۷۴ھ یا ۷ جمادی الثانی سنہ ۸۶۵ھ	بیدر شریف
۸ حضرت ابوالفتح شاہ محمد شمس الدین شریف ملتانی رح (المشہور محمد ملتانی بادشاہ ع۳ بن حضرت شیخ ابراہیم قادری الملتانی رح	سنہ ۸۶۴ھ	یکم شوال ۹۳۵ھ ع۴ بعد نماز عید الفطر	بیدر شریف

ع۱ بموجب سجادہ نشین درگاہ حضرت شاہ زین الدین گنج نشین رح بیدر

ع۲ مخزن الکرامات صفحہ نمبر ۲۸۶

ع۳ شجرہ نسب حضرت محمد الملتانی بادشاہ (بموجب تذکرۃ القادری صفحہ نمبر ۳) جناب قطبی (حضرت) شیخ محمد ملتانی شریف القادری رح بن (حضرت) شیخ ابراہیم رح بن (حضرت) شیخ فتح اللہ رح بن (حضرت) شیخ ابوبکر رح بن (حضرت) شیخ فخر الدین رح بن (حضرت) شیخ بدر الدین رح بن حضرت اسپلار بدر الدین رح بن (حضرت) اسپلار فخر الدین رح بن (حضرت) اسپلار بدر الدین رح بن اسپلار شاہ میناں بن حضرت امیر شاہ غوری رح بن (حضرت) سلطان شہاب الدین غوری غزنوی رح بادشاہ ترکستان و ہندوستان بن (حضرت) سام رح بن (حضرت) کمال الدین محمود رح بن حضرت جلال الدین حسن رح بن (حضرت) سلطان بہرام رح بادشاہ غورستان سلسلہ خلافت حضرت محمد ملتانی بادشاہ رح (بموجب شجرۃ مبارک سلسلہ عالیہ قادریہ ملتانیہ مطبوعہ سنہ ۱۳۸۸ھ) آپ حضرت بہاؤ الدین انصاری قادری رح کے خلیفہ و حضرت سید احمد جیلی المغربی البغدادی القادری رح کے وہ حضرت سید حسن قادری رح کے وہ حضرت سید موسیٰ قادری رح کے وہ حضرت سید علی قادری رح کے وہ حضرت سید محمد بغدادی قادری رح کے وہ حضرت سید حسن بغدادی قادری رح کے وہ حضرت سید محمد صنو احمد قادری رح کے وہ حضرت سید ابی نصر محی الدین قادری رح کے وہ حضرت سید عماد الدین ابی صالح نصر قادری رح کے وہ حضرت سلطان تاج الدین عبد الرزاق قادری رح کے اور وہ حضرت شیخ المشائخ غوث الثقلین قطب الدارین حضرت محبوب سبحانی میراں سید محی الدین شیخ عبد القادر جیلی الحسینی جعفری الجیلانی رح کے۔

ع۴ مخزن الکرامات ص نمبر ۲۹۱

۹ حضرت سید شاہ منجلے حسینیؒ بن حضرت سید شاہ ید اللہ عرف قبول اللہ حسینیؒ برادر حضرت سید شاہ ابو الفیض من اللہ حسینیؒ [1]	—	—	ہنچال تعلقہ ہمنا آباد ضلع بیدر شریف
۱۰ حضرت بہاؤ الدین باگ مارؒ	—	—	کھلہ چینچولی تعلقہ ہمنا آباد ضلع بیدر شریف
۱۱ حضرت تنتھر شاہ ولیؒ	—	—	ماسمڑ و تعلقہ بھالکی ضلع بیدر شریف
۱۲ حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو درازؒ [2] (مکمل نام حضرت ابو الفتح میر صدر الدین سید محمد حسینی بندہ نواز گیسو درازؒ)	۴ رجب سنہ ۷۲۱ھ بمقام دہلی	۱۶ ذیقعد سنہ ۸۲۵ھ بمقام گلبرگہ شریف	گلبرگہ شریف
۱۳ حضرت سید حسینؒ عرف محمد اکبر المشہور شاہ بڑے (بڑے صاحبزادے حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو درازؒ)	—	سنہ ۸۱۱ھ یا سنہ ۸۱۲ھ [3]	گلبرگہ شریف

۱؎ بموجب قلمی شجرۂ نسب مملوکہ مولوی سید شاہ فرید الدین صاحب سجادہ نشین درگاہ حضرت شاہ لگنؒ حیدرآباد

۲؎ غلام علی شاہ موسوی مشکوٰۃ النبوۃ (مخطوط۔ فارسی) ورق نمبر ۳۵۸ اسٹیٹ سنٹرل لائبریری حیدرآباد (نمبر داخلہ ۱۹۴ تذکرہ)

۳؎ جہاں تما علی شاہ تاریخ محمدیہ صفحہ نمبر ۶۴

۱۴	حضرت سید یوسف حسینی عرف اصغر حسینی رح (چھوٹے صاحبزادے) حضرت خواجہ بندہ نواز گیسودراز رحمۃ اللہ علیہ)	—	۲۱ محرم ۸۲۹ھ[۱]	گلبرگہ شریف
۱۵	حضرت سید شاہ ید اللہ محمد محمد الحسینی رح المشہور قبول اللہ خواجہ گنج بخش رح (پوتے حضرت خواجہ بندہ نواز گیسودراز رح)	۱۵ رجمادی الآخر سنہ ۸۰۳ھ بمقام کھمبایت (گجرات)	۳ ربیع الثانی سنہ ۸۵۲ھ[۲] بمقام گلبرگہ	گلبرگہ شریف
۱۶	حضرت سید شاہ چندا حسینی رح[۳]	—	۱۰ شعبان المعظم سنہ ۸۵۸ھ[۴]	گوگی شریف ضلع گلبرگہ

۱۔ تاریخ محمدیہ ص نمبر ۶۴ تا ۶۷

۲۔ بموجب سجادہ نشین صاحب روضہ خورد گلبرگہ شریف

۳۔ شجرۂ نسب حضرت سید شاہ چندا حسینی رح (گوگی شریف) حضرت سید جلال الدین الملقب شاہ چندا حسینی رح بن حضرت سید علی جہاں شیر رح بن حضرت سید خضر رح بن حضرت سید محمد عالم رح بن حضرت سید احمد رح بن حضرت سید یحییٰ رح بن حضرت سید زید رح بن حضرت سید حسین رح بن حضرت سید سراج الدین رح بن حضرت سید شرف الدین رح بن حضرت سید زین الدین رح بن حضرت سید ابوالحسن رح بن حضرت سید عبد اللہ رح بن حضرت سید محمد رح بن حضرت سید عمر سرۃ اللہ رح بن حضرت سید یحییٰ رح بن حضرت سید حسین الاصغر رح بن حضرت سید ابوالحسن رح بن حضرت سید حسین اصغر رح بن حضرت سید علی احمد رح بن حضرت سید زید علی المنظوم رح بن حضرت سید امام زین العابدین رض بن حضرت سید امام حسین علیہ السلام رض بن حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب[۴]

سلسلۂ ارادت حضرت سید شاہ چندا حسینی۔ حضرت محبوب الٰہی رح ان کے خلیفہ حضرت اخی سراج الدین رح ان کے خلیفہ حضرت علاء الدین علاء الحق رح بنگالی ملک گنج نبات (وفات غرہ رجب سنہ ۸۰۰ھ مزار شریف بمقام پنڈوہ) ان کے خلیفہ حضرت میر سید اشرف جہانگیر سمنانی رح (مزار شریف بمقام روح آباد) ان کے خلیفہ حضرت مخدوم شیخ سعد زنجانی رح ان کے خلیفہ حضرت مخدوم شیخ فرید الدین ضیائی

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۹۸ پر)

۱۷ حضرت شاہ حبیب اللہؒ بن شاہ خلیل اللہؒ	—	۸۶۴ھ [1] (شہادت)	بیجاپور
۱۸ حضرت سید شمس عالمؒ	—	۱۵ صفر ۸۹۲ھ [2]	رائچور
۱۹ حضرت شیخ ابوالفتحؒ جونپوری	۴ محرم ۷۷۲ھ	۳ ربیع الاول ۸۵۸ھ [3]	جونپور
۲۰ حضرت شاہ عالمؒ (آپ کا نام سراج الدین محمد کنیت ابوالبرکات اور لقب شاہ عالمؒ)	۱۷ ذیقعدہ ۸۱۷ھ	۲۰ جمادی الآخر ۸۸۰ھ [4]	احمد آباد
۲۱ حضرت سید احمد بخاریؒ مرید حضرت قطب عالمؒ	—	۸۸۲ھ [5]	پینوہ گجرات

(بقیہ سلسلہ ۹۷ سے آگے) ان کے خلیفہ حضرت مخدوم شیخ عارف ضیاءؒ اور ان کے خلیفہ حضرت سید جلال الدین المعروف بہ چندا حسینیؒ گوگی شریف بموجب قلمی شجرہ نسب و ارادت مملوکہ مولوی سید شاہ فریدالدین قادری صاحب

؁۴ مرات الحقیقت صفحہ نمبر ۱۹

؁۱ عبدالغفور خان رامپوری۔ تاریخ دکن (حصہ سوم) مطبوعہ اردو صفحہ نمبر ۲۷۵

؁۲ عبدالغفور خان رامپوری تاریخ دکن (حصہ سوم) صفحہ نمبر ۶۵۵

؁۳ ابوسلیمان ظہیرالدین احمد لکھنوی

اخبار الاحبار فی اخبار الاخیار صفحہ نمبر ۳۰

؁۴ اخبار الاحبار فی اخبار الاخیار صفحہ نمبر ۷۹

؁۵ حدیقۂ رحمانی (مخطوطہ)

صفحہ نمبر ۹

۲۲	حضرت مخدوم شیخ شاہ مینا رح لکھنوی	—	۲۳ صفر ۸۸۴ھ [1]	لکھنو
۲۳	حضرت شیخ بہاؤ الدین رح	بمقام دہلی ۷۹۰ھ	۹۱۲ھ [2] بعمر ۱۲۱ سال	برہان پور
۲۴	حضرت سید محمد امین منطقی بیہقی رح کشمیری	—	ذیقعدہ ۸۸۹ھ [3] شہادت	کشمیر

۱؎ اخبار الاحبار فی اخبار الاخیار صفحہ نمبر ۱۲۴

۲؎ نظامی بدایونی قاموس المشاہیر
(مطبوعہ اردو حصہ اول صفحہ نمبر ۱۳۸)

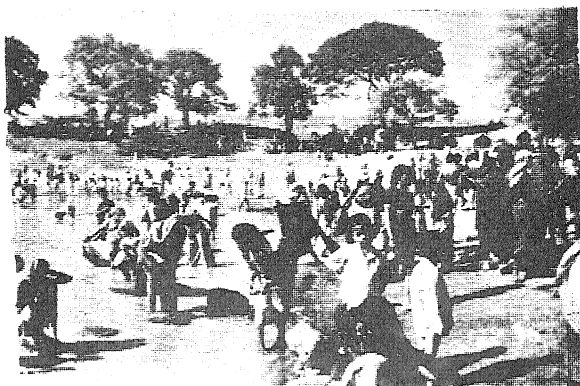
۳؎ اخبار الاحبار فی اخبار الاخیار صفحہ نمبر ۱۲۴

کتابیات

سلسلہ نشان	نام کتاب	نام مصنف یا مؤلف	سنِ تصنیف یا تالیف
	(ا) مخطوطات		
۱	تذکرۃ القادری (فارسی)	محمد قادر خاں منشی	سنِ تصنیف درج نہیں ہے
۲	آئینہ دکن ـ اردو	قمر علی المتخلص بہ قمر	بہ دورِ حکومت نواب میر محبوب علی خان بہادر
۳	امداد نامہ (نظم اردو)	ناصر	قریب ۱۲۰۰ھ
۴	حدیقہ رحمانی (اردو)	سید محمد عبد الرحمن سقاف	۱۲۹۱ھ
	(ب) مطبوعات اردو		
۵	تاریخ خورشید جاہی مسمیٰ ضیاء خورشید	محمد غلام امام خاں ترین	۱۲۸۷ھ
۶	تاریخ رشید الدین خانی و برحاشیہ تاریخ خورشید جاہی	محمد غلام امام خاں ترین المتخلص بہ ہجر	بعہد نواب میر محبوب علی خان بہادر
۷	اخبار الاحباء فی اخبار الاخیار	ابو سلیمان ظہیر الدین احمد لکھنوی	رجب ۱۳۰۵ھ
۸	محبوب ذی المنن تذکرۂ اولیائے دکن، حصہ اول جلد سوم	محمد عبد الجبار خاں صوفی ملکاپوری	رجب ۱۳۳۱ھ

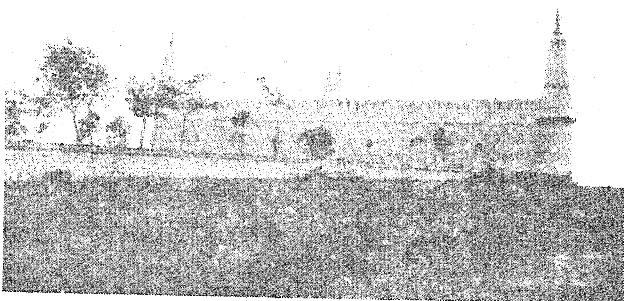


۲۱۔ جامع مسجد گھوڑواڑی شریف



۲۲۔ زایرین

۲۳- مسجد نامکمل۔



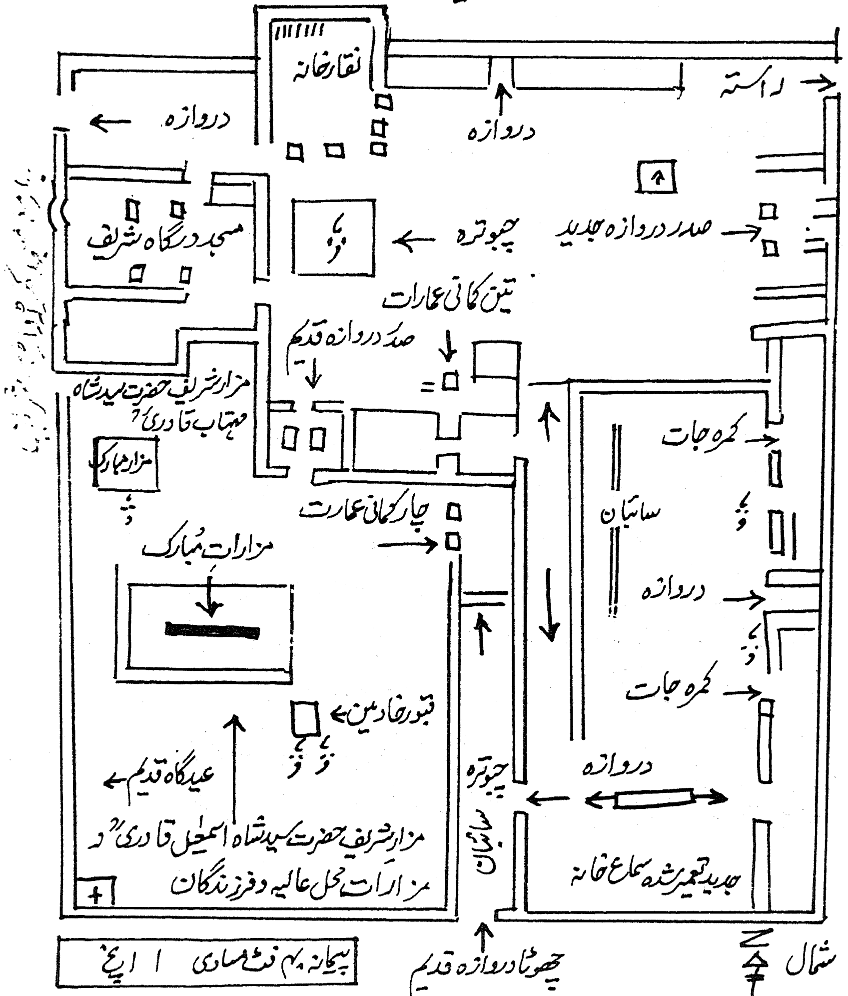
۲۴- عیدگاہ (جدید)

۹	تاریخ فرشتہ (جلد سوم)	ترجمہ محمد فدا علی طالب	سنہ ۱۹۲۸ء
۱۰	تاریخ بیجانگر	بشیر الدین احمد	سنہ ۱۹۱۰ء
۱۱	بہارستان تاریخ المعروف بہ گلزارِ شاہی	مفتی غلام سرور لاہوری	—
۱۲	تزکِ محبوبیہ	غلام صمدانی خاں گوہر	—
۱۳	مخزن الکرامات	ترجمہ و مرتبہ محمد کریم الدین	سنہ ۱۳۲۰ھ
۱۴	تاریخ دکن عہدِ وسطیٰ بہمنی سلطنت	عبد المجید صدیقی	سنہ ۱۹۵۲ء
۱۵	حدیقۂ مملکت عثمانیہ المعروف بہ گلزارِ آصفیہ	سید خواجہ	سنہ ۱۳۲۶ ف
۱۶	تاریخ منظوم سلاطین بہمنیہ	شائع کردہ انجمنِ ترقی اردو ہند	سنہ ۱۹۴۱ء —
۱۷	تاریخ محمدیہ	میر محمد اسمعیل الملقب جہاں نما علی شاہ علوی عباسی	—
۱۸	تاریخ دکن (حصہ سوم)	عبد الغفور خاں رامپوری	—
۱۹	قاموسِ المشاہیر (حصۂ اول)	نظامی بدایونی	سنہ ۱۹۲۴ء
۲۰	میراث الحقیقت	سید شاہ جنید حسینی صوفی	سنہ ۱۳۵۸ھ

۲۱	حضرت سلطان احمد شاہ ولی بہمنی کا ذکرِ خیر اور گنبد ہائے سلاطین ضلع بیدر کی سیر	محمد ظہیر الدین	سنہ ۱۳۳۶ھ
۲۲	کتاب الاعراس	محمد نجیب قادری ناگوری	—
۲۳	حالاتِ بیدر	محمد عبدالوہاب عندلیب	—
۲۴	گزیٹر بابتہ سنہ ۱۹۳۱ء تا ۱۹۳۶ء	جاری کردہ منجانب سابق حکومت حیدرآباد دکن	سنہ ۱۹۴۰ء
۲۵	تذکرۂ معشوق الٰہیؒ	میراں احمد الدین سید شاہ مرتضیٰ قادری	اگست سنہ ۱۹۷۳ء
۲۶	شجرۂ مبارک سلسلۂ عالیہ قادریہ ملتانیہ	—	سنہ ۱۳۸۸ھ

نقشہ

درگاہ حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ
گھوڑواڑی شریف (ضلع بیدر) کرناٹک اسٹیٹ



تلخیص

صدارتی تقریر ڈاکٹر حسینی شاہد

پرنسپل انوار العلوم آرٹس ایوننگ کالج حمایت نگر حیدرآباد

بہ موقع جلسہ رسم اجرائی تذکرۂ حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ

(مورخہ ۲۲ فبروری ۱۹۷۶ء)

سب سے پہلے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ محمد معین الدین اختر کو ان کی اولین تصنیف تذکرۂ حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ کی اشاعت پر مبارکباد دوں۔ یہ مبارکباد رسمی نہیں ہے اس لئے کہ محمد معین الدین اختر اس کالج کے فیض یافتہ ہیں جس سے میں بھی وابستہ ہوں۔ ایک طالب علم کی حیثیت سے انھوں نے جو نقش میرے اور دوسرے اساتذہ کے دلوں پر چھوڑے ہیں وہ بہت گہرے ہیں۔ وہ ایک ذہین، محنتی اور سعادت مند طالب علم رہے ہیں اور اپنی مادر علمیہ سے بے پناہ محبت رکھتے ہیں۔ میں ان کا شمار اُن طلباء میں کرتا ہوں جنھوں نے کالج کے معیار اور وقار کو بلند کرنے اور اس کے مقبولیت کے دائرے کو وسیع کرنے کی جی جان سے کوشش کی۔

محمد معین الدین اختر اُن طلباء میں سے نہیں ہیں جن کی دُنیا نصابی کتابوں تک محدود ہوتی ہے بلکہ ان کو عام مطالعہ کا بڑا شوق ہے تحقیق، تفتیش اور تجسس کے رجحانات ان میں شروع سے موجود ہیں۔

مطالعہ کے ساتھ ساتھ ان کو ترقی ہوتی گئی۔ انھی رجحانات نے انھیں تصنیف و تالیف کی طرف متوجہ کیا اور ان کی خداداد صلاحیتوں کے بروئے کار آنے کا موقع ملا۔

حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ نویں صدی ہجری کے بزرگ ہیں اور پانچسو سال سے زیادہ مدت گزرنے کے باوجود ان کا مزار مرجع خلائق ہے ہر جمعرات کو سینکڑوں کی تعداد میں عقیدت مند بلا تخصیص مذہب و ملت مزار پر حاضری دیتے، نذر و نیاز گزرانتے اور فیض پاتے ہیں۔ لیکن عجیب بات ہے کہ اس بے پناہ مقبولیت کے باوجود ان کے مربوط اور مبسوط حالات زندگی نہیں ملتے۔ محمد معین الدین اختر نے تذکروں اور تاریخوں میں بکھرے ہوئے مواد کو بڑی عرق ریزی اور جاں کاہی کے ساتھ جمع کر کے تحقیق و تفتیش کے بعد مربوط انداز میں مرتب کیا ہے اور بعض نئے ماخذوں اور ذرائع سے بھی استفادہ کیا ہے۔ اس طرح پہلی بار حضرت کی سوانح ہم تک پہنچ سکی ہے جس کے لئے ہم کو ان کا شکر گذار ہونا چاہیئے۔

صوفیاء کے حالات اور افکار کو اب تک ایک مخصوص انداز میں پیش کیا جاتا رہا ہے لیکن ضرورت ہے کہ موجودہ حالات کے تقاضوں کے پیش نظر ان کو نئے رنگ میں پیش کیا جائے تاکہ سماجی زندگی کو وہ نئی معنویت عطا کر سکے۔ صوفی اور سماج کے درمیان بڑا گہرا اور معنی خیز رشتہ رہا ہے۔ اس رشتہ کی بازیافت اور عوامی زندگی سے اس کی پیوندکاری دوررس نتائج کا باعث بن سکتی

ہے۔ اس سیاق و سباق میں صوفیوں اور بھکتوں کی زندگی افکار اور پیام کا مطالعہ ہمیں نئی روشنی، نئی بصیرت اور نیا شعور عطا کرے گا۔ غالباً مواد کی کمی کی وجہ سے محمد معین الدین اختر نے یہ زاویہ نظر اختیار نہیں کیا ہے لیکن بعض اشارے ضرور کئے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ دوسرے ایڈیشن کی نوبت آئے گی تو وہ میرے معروضات کی روشنی میں کتاب پر نظر ثانی کریں گے۔

تبصرہ

مَعَارِف

مجلسِ دار المصنّفین کا ماہوار علمی رسالہ اعظم گڑھ

اکتوبر ۱۹۷۶ء صفحہ نمبر ۳۲۰

تبصرہ نگار "ض"

یہ جنوبی ہند کے ایک مشہور بزرگ حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ کا تذکرہ ہے۔ مصنف کو تلاش کے باوجود ان کے حالات کم ملے ہیں البتہ انھوں نے اس میں شاہ صاحب کے شجرۂ نسب، خوارق، تصرفات، عرس و نیاز اور درگاہ و مزار کے متعلق بعض معلومات جمع کر دیئے ہیں اور درگاہ کی متعدد عمارتوں کے عکسی فوٹو بھی دیئے ہیں۔ عرس کی جو تفصیل دی گئی ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ دوسرے بزرگوں کے مزاروں اور عرسوں کی طرح یہاں بھی غیر شرعی رسمیں مروج ہیں، بعض خامیوں کے باوجود یہ کتاب محنت سے لکھی گئی ہے۔

برہان

ندوۃ المصنّفین کا علمی و دینی ماہنامہ دہلی

اپریل ۱۹۷۸ء صفحہ نمبر ۲۵۴

تبصرہ نگار : محمد عبد اللہ طارق دہلوی

اہل اللہ اور مشائخ کاملین کے حالات اور ان کی تعلیمات اپنے اندر ایک خاص تاثیر اور ایک خاموش اصلاحی پیغام رکھتی ہیں ان کی زندگی بہت سے بندگانِ خدا کے لئے مشعلِ راہ ثابت ہوتی ہے اسی لئے ہمیشہ سے ان حالات کے مرتب کرنے، شائع کرنے کا اہتمام رہا ہے لیکن ایک کمی جو اکثر تذکرہ نگاروں کے یہاں پائی جاتی ہے اور جس کا بعض طبائع پر بالخصوص موجودہ دور میں اچھا اثر نہیں پڑتا وہ یہ ہے کہ اِن کے اوصاف و کمالات میں بہت سی کرامات اور ایسی عجیب و غریب چیزیں بھی شامل ہوجاتی ہیں جن پر ایک عام انسان کے لئے یقین کرنا مشکل ہوتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ خوارق و کرامات دلیل بزرگی اور نشان کمال ہیں بھی نہیں اور نہ ان میں کسی دوسرے کے لئے کوئی سبق ہوتا ہے، بعد والوں کے لئے جو چیز مفید ہوسکتی ہے وہ ان بزرگوں کے معمولات اور ان کی تعلیمات ہیں۔ خوشی کی بات ہے کہ اب کچھ عرصہ سے تذکرہ نگاری کے باب میں یہ رجحان کم ہو چلا ہے۔ زیر تبصرہ کتاب بھی بڑی حد تک رطب و یابس اور کشف و کرامات کے تذکروں سے محفوظ ہے

لائق مرتب نے جو کچھ لکھا ہے تلاش و تحقیق اور کتابوں کی مراجعت سے لکھا ہے اس کے علاوہ بعض بیانات زبانی روایات سے بھی قلم بند کیے ہیں۔

کتاب کی ترتیب میں کئی جگہ ایک واقعہ کو متعدد حوالوں سے ذکر کرتے وقت ہر کتاب کی پوری پوری عبارتیں نقل کی گئی ہیں اسی طرح سلسلہ نسب کئی کتابوں میں تھوڑے سے فرق سے تھا تو ہر ایک کو جوں کا توں نقل کر دیا ہے اس سے غیر ضروری طول ہو گیا ہے اس کے بجائے اگر سب کا خلاصہ لکھ کر دوسری کتابوں کے فرق کو واضح کر دیا جاتا تو زیادہ مناسب تھا۔

کتاب کی معمولی غلطیوں کے علاوہ ایک سُقم یہ کھٹکتا ہے کہ اکثر مقامات پر ایک صفحہ کے حواشی دوسرے صفحہ پر لکھے گئے ہیں یہ چیز بدرجۂ مجبوری پوری کتاب میں ایک دو جگہ تو گوارا ہو جاتی ہے لیکن بار بار ایسا ہونا قاری کے لئے پریشانی کا باعث ہوتا ہے۔ صفحہ ۳۲ پر حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو درازؒ سے صاحبِ تذکرہؒ کی عقیدت مندی کے متعلق ایک روایت نقل کی گئی ہے اس کو یہ کہہ کر رَد کیا گیا ہے کہ یہ واقعہ دوسرے فلاں بزرگ کا ہے۔ ہمارے خیال میں اس میں کوئی مانع نہیں ہے کہ ایسا واقعہ متعدد بزرگوں کے متعلق ثابت ہو جبکہ دونوں ہی روایتیں زبانی یادداشتوں پر مبنی ہیں۔

صفحہ ۲۱ کی پہلی سطر میں القریشی کتابت کی غلطی ہے۔ القرشی ہونا چاہئیے۔ اس لئے کہ یہاں اس کے تلفظ کا ہی فرق بتانا مقصود ہے لیکن فاضل مرتب نے اس فرق کو غیر ضروری اہمیت دے دی۔ چنانچہ دوبارہ صفحہ ۲۳ پر اس اختلاف کا ذکر کیا ہے۔ حالانکہ دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ لفظ قریش کی طرف نسبت قریشی بھی آتی ہے اور

قریشی بھی۔

بہرحال کتاب محنت اور توجہ سے لکھی گئی ہے اُمید ہے کہ بزرگانِ دین سے عقیدت رکھنے والے بالخصوص حضرت صاحبِ تذکرہؒ کی بارگاہ سے وابستگی رکھنے والے حضرات اس کتاب سے مستفید ہوں گے۔

٭٭٭

اُردو بلٹز

ہفتہ وار بمبئی

۱۰؍جولائی ۱۹۷۶ء صفحہ نمبر ۱۰

تبصرہ نگار: اختر حسن

طلوعِ اسلام کے بعد عرب تاجران دنیا کے مختلف حصوں میں اپنے ساتھ صرف تجارت کا مال ہی نہیں لے جاتے تھے بلکہ اسلام کا پیغام بھی ان کے ساتھ ہوتا تھا۔ ان میں سے بعض تو تجارت اور تبلیغ اسلام ساتھ ساتھ کرتے تھے لیکن بعض نے اپنی زندگی تبلیغِ اسلام کے لئے ہی وقف کر دی تھی۔

ہندوستان میں بھی مبلغین کی ایک بڑی تعداد آئی اور ان کے سلسلے چلتے رہے۔ ان لوگوں نے عدم تشدد کو اپنا اُصول بنا کر پیار اور محبت کے

ذریعے اسلام کی تبلیغ کی اور اپنی کوششوں میں بے حد کامیاب رہے اور اپنے پیچھے اپنے پیروکار بڑی تعداد میں چھوڑ گئے۔ وقت گذرنے کے ساتھ ان کے پیروکاروں نے ان مبلغین اسلام کی تعلیمات اور ان کی قربانیوں کو تو بھلا دیا، لیکن ان کی کرامات کو یاد رکھا۔ ان کرامات میں ایسے واقعات کی بھتمات ہے جو قرآن اور حدیث کے بنیادی اصولوں سے ٹکراتے ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب ایسے ہی کرامات کا مجموعہ ہے جس کے پڑھنے سے حضرت شاہ اسمٰعیل رحؒ کے کراماتی ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ لیکن ان کی قربانیوں اور ان کے مشن کا نہ کوئی سراغ ملتا ہے اور نہ ہی ان جیسا بننے کی ترغیب حاصل ہوتی ہے۔

رہنمائے دکن

روزنامہ حیدرآباد

۱۶ ار فبروری ۱۹۷۶ء صفحہ نمبر ۳

تبصرہ نگار :۔ محمد رحمت علی سابق لکچرار۔ عثمانیہ یونیورسٹی

جناب محمد معین الدین اختر ایم اے کی زیر تبصرہ تالیف ایک مرد حق کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کی ایک کامیاب کوشش ہے سرزمین دکن کو خدا کے جن محبوب بندوں نے قیام و قرار کا شرف بخشا ان میں حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ کا نام ایک روشن ستارہ کی طرح آج تک جگمگا رہا ہے۔ آپ کی دکن میں آمد کا زمانہ سلاطین بہمنی کا وہ دور ہے جبکہ یکطرف مطلق العنانیت اور شخصی انانیت کا دور دورہ تھا تو دوسری طرف کفر و شرک

کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں انسانیت کو روشنیٔ حق کی تلاش تھی۔ چنانچہ آج سے ۵۱۳ سال قبل حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ ضلع محمد آباد بیدر تشریف لاتے ہیں اور اپنی مجاہدانہ زندگی سے مخلوق خدا کے قلوب کو روشنیٔ حق سے معمور کرتے ہیں چنانچہ آپ نے جہاں اپنی تمام زندگی خدا سے دور انسانوں کو اس کے آستانہ پر لانے کی کوشش میں بسر کی وہیں جابر و قاہر قوتوں کے ناروا ظلم کے خلاف خوشنودیٔ حق اور حقوق العباد کی حفاظت کے لیئے مبازرت سے بھی دریغ نہ کیا۔ چنانچہ ہمایوں شاہ ظالم بہمنی کے عہد کا برہمن لڑکی کا واقعہ اپنی مثال آپ ہے۔ اس سے غیر اقوام کے دلوں میں اسلام کے اعلیٰ نصب العین اور مسلمان کے بے لاگ کردار کا جو نقش بیٹھا وہ کسی اور طریقہ سے ممکن نہ تھا عفت قلب و نگاہ اور بے باکی کردار کے یہی وہ جوہر تھے جنھوں نے اپنے و بیرائے سب کی نگاہوں کو خیرہ کیا اور لوگ جوق در جوق اسی شمع محمدی کے اطراف پروانوں کی طرح جمع ہوتے لگے۔ اسلام اور مسلمانوں سے متعارف ہونے کے ساتھ جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ چنانچہ طلوع اسلام کے بعد کی پوری تاریخ گواہ ہے کہ یہ فطری مذہب اگر عالمگیر ہوا ہے تو سلاطین کی تلوار سے نہیں بلکہ ایسی ہی پاکیزہ زندگیوں کی عظمت کردار سے ہوا ہے۔ لیکن آج ہمیں یہ دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ ایسی برگزیدہ ہستیوں کے پرستاروں نے اپنے پیشرو صالحین کے اشاعت دین کے اصل مقصد کو فراموش کر دیا اور ان کے تعلق سے محض عقیدت اور احترام کے اظہار اور فرسودہ رسومات کی ادائی ہی کو حصول سعادت دارین کا ذریعہ سمجھ لیا۔ ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ جس طرح بزم و رزم کے ذریعہ

اُن مردانِ حق آگاہ نے زمین کے چپہ چپہ پر دین کا غلغلہ بلند کیا تھا اور مخلوقِ خدا کے دلوں سے باطل کے نقش مٹائے تھے آج اُسی کردار اور اُسی جہد کا زمانہ کو انتظار ہے۔

مولفِ کتاب لائق تحسین ہیں کہ انہوں نے اس مقصد اور اسی تڑپ کے ساتھ حضرت ممدوح کے حالات کو یکجا کرنے اور انہیں منظرِ عام پر لانے کا بیڑہ اُٹھایا جس کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں کہ مسلمہ حقائق کو ان کے ماحول کے پس منظر میں تحقیق و جستجو کے ساتھ پیش کیا جائے اور دوسرے یہ کہ بزرگانِ سلف کے تعلق سے موجودہ مسلمان نسل اور دوسری قوموں کے لوگ صحیح انداز سے قائم کر سکیں اور ان کی تعلیمات سے باخبر ہوں۔ چنانچہ کتاب کی تحقیقی قدر و قیمت مسلمہ ہونے کے ساتھ ساتھ اس میں قارئین کی دلچسپی کو دوبالا کرنے کے لئے تصاویر کا ایک وافر ذخیرہ مہیا کر دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں کتاب کے آخری حصہ میں حضرت ممدوح کے ہمعصر اولیاء اللہ کی ایک فہرست معہ ان کے سنِ ولادت، سنِ وصال اور مقام مزار کا ذکر پایا جاتا ہے جو قارئین کے لئے اُس دَور کے وسیع روحانی پس منظر سے آگاہی کے تعلق سے ایک رہبر کا کام کرتا ہے۔ اس کے ساتھ مولف نے منتخب حوالہ جاتِ کُتب کی ایک طویل فہرست بھی منسلک کی ہے جس سے آئندہ ایسے موضوعات پر قلم اُٹھانے والے اصحاب کی رہبری ممکن ہے اس کا پیش لفظ افضل العلماء مولانا سید عبدالوہاب بخاری نے تحریر فرمایا ہے۔ کتاب کا ٹائیٹل نہایت ہی دیدہ زیب اور دلکش ہے کتاب کا معیار نہایت عمدہ اور طباعت صاف ستھری ہے۔

سیاست

روزنامہ حیدرآباد

۲۲ ر ڈسمبر ۱۹۸۰ء صفحہ نمبر ۵

تبصرہ نگار :۔ الحاج مولانا سید شاہ معزالدین صاحب معز قادری الملتانی

مولوی محمد معین الدین اختر ایم اے (عثمانیہ) نے حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادری رحؒ کھوڑ واڑی شریف کے حالات زندگی پر ممکنہ تلاش وتحقیق کے بعد زیر تبصرہ کتاب مرتب فرمائی ہے جس سے تذکرہ نویس کی تحقیقی صلاحیتوں کا اعتراف ہر وہ فرد کرے گا جس کو تحقیق و جستجو کے مشکل مرحلوں سے گذرنا پڑا ہے۔ عوام کے لئے اس کتاب کی اشاعت ایک نعمت سے کم نہیں کہ جس بزرگ ہستی کے عقیدت مند پانچ طویل صدیوں سے ان کی بارگاہ پر حاضر ہوتے رہے ہیں، ان کے حالات پر اب تک حجاب جہل پڑا رہا۔ البتہ عقیدت کے پھول پیش کرنے والوں کی مرادیں بر آتے اور آپ کے فیضان کے استفادہ سے آپ کی عظمت کا لوہا دور دور تک مانا جاتا رہا ہے لیکن آپ کے نسب اور آپ کے مقصد ابلاغ سے زمانہ واقف نہ تھا۔ محمد معین الدین اختر صاحب نے اس حجاب عدم واقفیت کو بڑی جدوجہد سے اُٹھا دیا اور حضرت کے نام و نسب کے اظہار سے زمانے کی تشنگی تحقیق کے ارتفاع کا موقع فراہم کیا۔

اولیائے کرام کے بارے میں اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ

ختمِ نبوت کے بعد کارِ رسالت کی تکمیل اولیائے اللہ کے سپرد فرمائی گئی ہے بالفاظ دیگر ختمِ نبوت کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ رشد و ہدایت کا خلق میں تعطل پیدا ہو گیا ہے بلکہ حضور ختمی مرتبتؐ کے ذریعہ جو دین اور جو اصولِ دین پوری دنیا کے لئے باعثِ رہبری و ہدایت ہیں وہ اتنے مکمل ہیں کہ اب کسی اور نبی کو اسلام خلق کے لئے بھیجنا مشیت کی نگاہ میں فعلِ عبث کے مترادف تھا لیکن امتدادِ زمانہ سے کتاب و سنت کا دیا ہوا سبق فراموش یا یاطن سے محو ہونے لگے یا عملی نقوش مدھم ہو جائیں یا وسوسہ شیطانی سے شرک و بدعت سر اٹھانے لگیں تو قدرت کے اس نظام مبسوط کو تازہ رکھنے کے لئے اولیاء کو مامور فرمایا جاتا رہا ہے۔ بالفاظ دیگر ولایت ختمِ نبوت کا تسلسل ہے اس لئے کہ نبوت محمدیہ کا نفاذ ابدی ہے اور اس کے اعلاء و احیاء کا کام دنیا کے جن خطوں میں مدھم یا قابلِ اصلاح نظر آیا وہاں کے حالات کے اصلاح کے لئے اولیاء اللہ کو مامور فرمایا گیا۔

چونکہ محیر العقول افعال اولیاء سے ظاہر ہوتے ہیں اس لئے راز ولایت سے ناواقف عوام اس فعل کا انتساب اسی ولی سے کرتے ہیں حالانکہ اس سے تحت منشائے حق قدرت الوہیت کا ظہور ہو رہا ہے۔

حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ کے حالات زندگی سے اس رمز ولایت کا انتساب بخوبی کیا جا سکتا ہے کہ آپ کو بیدر میں ہمایوں ظالم کے مظالم کے استیصال کے لئے ہی مامور کیا گیا تھا اور جو ولی مامور من اللہ ہو اس کو کائنات کی کونسی قوت ادائے فرض سے روک سکتی ہے یا خوفزدہ

کر سکتی ہے۔ شاہی لشکر کیا اور اس کی بساط ہی کیا کہ حضرت کے ساتھ قدرتِ الہٰیہ کی ناقابلِ تسخیر طاقت تھی ولایت کے مالۂ وما علیہ سے واقف ہونے کے بعد بات خود بخود کھل کر سامنے آتی ہے آپ بے شک سالک مجذوب تھے مجذوب محض کو استغراق مشاہدۂ تجلیات سے اتنی فرصت یا ہوش کہاں۔ اس کا دوسرا ثبوت سید مہتاب قادری صاحبؒ کی سیندھی کی چھڑی بھی ہے کمالِ تقویٰ یا ہوش شریعت اہلِ سلوک ہی کو ہوتا ہے نہ کہ مجذوب کو اتنی سی بات پر بنیاد دیوار میں صاحبزادے کو اُترنے کا حکم دینا حدودِ شریعت سے متجاوز نظر آتا ہے لیکن اس کا سر یہی ہے کہ باپ بیٹے دونوں پائے کے ولی تھے اور تجلّیٔ علمِ الٰہی دونوں کے قلوب پر متجلّی تھی۔ سید مہتابؒ کا وقت آچکا تھا لیکن موت اولیاء کی اضطراری نہیں ہوتی صرف دکھاوے کے لئے اضطراری طور پر باپ کے حکم سے وہ دیوار میں اُتر گئے اور وہی ان کا اختتام تھا اور خود بھی اپنے وقت پر زمین میں معہ اسپ سما گئے۔ ایسے واقعات صاحبانِ نظر کے لئے مراتب و مقاماتِ ولی کے سمجھنے میں ممد و معاون ہوتے ہیں۔

محمد معین الدین اختر مبارکباد کے قابل ہیں کہ انہوں نے حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادری علیہ التحیۃ الرحمہ کے حالات سے زمانہ کو روشناس کیا۔ کتاب کی مقبولیت کی دلیل یہی ہے کہ جلد جلد اس کا ایک تازہ ایڈیشن شائع کرنے کی نوبت آرہی ہے پہلی اشاعت ۱۹۷۵ء میں ہوئی تھی اور ۱۹۸۰ء میں اس کا دوسرا ایڈیشن چھپ چکا ہے۔ کتاب کا اسلوبِ بیان نہایت دلکش اور عام فہم ہے۔ مولف نے مذاقِ عامہ

کالیوں الحاظ پیش نظر رکھ کر قلم اٹھایا۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔ کتاب ملنے کے پتے اور قیمت کتاب پر درج ہے جو کتاب کی اہمیت کے مدنظر بہت کم ہے۔

سب رس

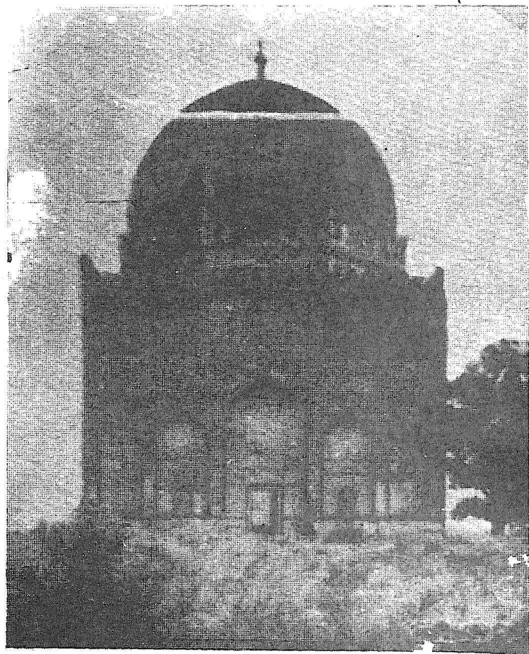
ماہنامہ حیدرآباد

اگست سنہ ۱۹۸۱ء صفحہ نمبر ۴۰

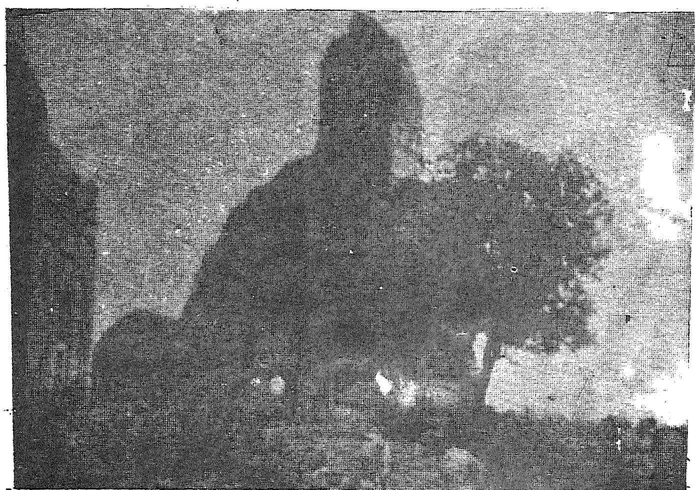
تبصرہ نگار :۔ وہاب عندلیب

حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ (وصال ۸۸۲ھ م ۱۴۷۸ء) نویں صدی ہجری کے مشہور صوفی بزرگ ہیں جن کا مزار شریف گھوڑواڑی شریف ضلع بیدر (کرناٹک) میں مرجع خاص و عام ہے زیرِ نظر تذکرہ محمد معین الدین اختر کا مرتب کردہ ہے جو حضرت کے خادمین کے سلسلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ موصوف نے محض خوش عقیدگی اور جذبات سے کام نہیں لیا بلکہ کافی جانفشانی و ضروری تحقیق کے بعد حضرت کے صحیح حالاتِ زندگی سے عوام کو روشناس کروایا ہے۔ اس تذکرہ کا پہلا ایڈیشن ڈسمبر سنہ ۱۹۷۵ء میں منظرِ عام پر آیا تھا۔ یہ دوسرا ایڈیشن ہے جسے ترمیم و اضافے کے ساتھ حضرت کے ۵۱۸ ویں سالانہ عرس کے موقع پر (اکٹوبر سنہ ۱۹۸۰ء) شائع کیا گیا ہے۔

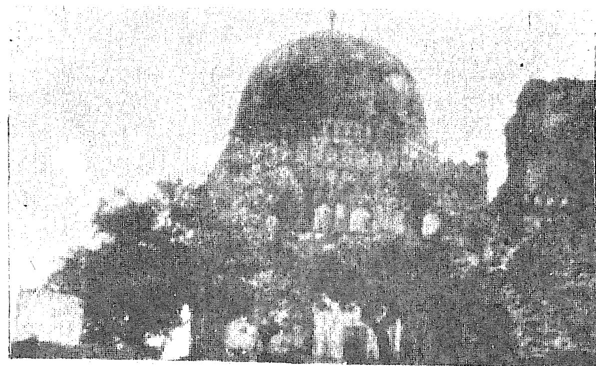
اس تالیف میں حضرت کے سنِ ولادت، مقامِ ولادت، سلسلہ ارادت، ارشاداتِ عالیہ اور تصانیف کے بارے میں ضروری



۲۵۔ گنبد سلطان علاء والدین بہمنی (بیدر)



۲۶۔ گنبد سلطان ہمایوں شاہ ظالم بہمنی (بیدر)



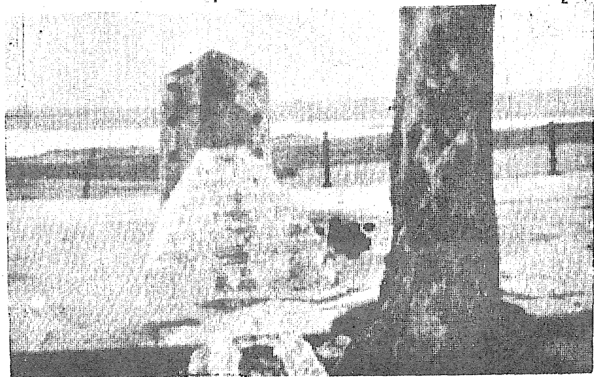
۲۷۔ گنبد سلطان احمد ولی بہمنی (بیدر)



۲۸۔ گنبد (نامکمل) سلطان نظام شاہ بہمنی (بیدر)



۲۹۔ گنبد (نامکمل) سلطان محمد شاہ ثانی بہمنی (بیدر)



۳۰۔ مزار خواجہ محمود گاواں (گورنار بیدر)

تفصیلات نہیں ملتیں کیوں کہ قدیم کتب ورسائل میں حضرت ممدوح رحؒ کے بارے میں بہت کم مواد ملتا ہے۔ علاوہ ازیں مؤلف نے ایک ہی واقعہ کو بیان کرتے وقت مختلف کتابوں کی مکمل عبارتیں نقل کی ہیں حالانکہ ان عبارتوں میں یکسانیت پائی جاتی ہے۔ بہتر تھا کہ صرف اختلاف کو اختصار کے ساتھ واضح کردیا جاتا۔ سلسلۂ نسب کے بیان میں بھی یہی سقم نظر آتا ہے تاہم مرتب نے حضرت ممدوحؒ کے مستند حالات کو یکجا کرنے کی ممکنہ سعی کی ہے جس کے لئے وہ قابل مبارکباد ہیں۔

حضرت کے مزار شریف ودیگر مزارات، درگاہ شریف کی عمارات و مقامات اور بہمنی سلاطین کے مقابر سے متعلق ۳۰ تصاویر کے علاوہ درگاہ شریف کا ایک نقشہ بھی اس کتاب میں شامل ہے۔ افضل العلماء مولانا سید عبدالوہاب صاحب بخاری کے پیش لفظ سے اس کتاب کی افادیت میں اضافہ ہوا ہے۔ کتاب کے آخر میں ہم عصر اولیاء اللہ کے اسمائے گرامی کے علاوہ حوالہ جاتی کتب کی فہرست بھی دی گئی ہے۔

تذکرہ حیدرآباد دکن کے تمام اہم بک سیلرز کے علاوہ دفتر متولی کمیٹی درگاہ حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ گھوڑواڑی شریف ضلع بیدر (کرناٹک) سے بھی حاصل کیا جاسکتا ہے۔

روزنامہ **منصف** حیدرآباد

۲۲ جون ۱۹۹۷ء سنڈے ایڈیشن

تبصرہ نگار :- شاغل ادیب

تذکرہ حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ محمد معین الدین اختر کی تالیف ہے۔ محمد معین الدین اختر بی یو سی تا بی اے فائنل (۱۹۶۶ء تا ۱۹۷۰ء) میں میرے کالج میٹ رہے ہیں موصوف واقعی ایک ذہین، محنتی اور سعادتمند طالب علم تھے کالج میں شعری وادبی تقاریب کے اہتمام میں پیش پیش رہتے تھے۔ انہیں کالج کی اسٹوڈنٹس یونین اور اس کی سرگرمیوں میں بھی کافی دخل رہا ہے وہ انجمن اتحاد طلباء اردو آرٹس (ایوننگ کالج) حمایت نگر کے صدر اور معتمد عمومی بھی رہ چکے ہیں۔

اردو کے نامور محقق و نقاد ڈاکٹر گیان چند جین نے اپنے مضمون "اردو کی ادبی نثر کی اصناف" میں جو ڈاکٹر ضیاء الدین کی مرتبہ تصنیف "اسالیب نثر پر ایک نظر" میں شامل ہے تذکرہ کو اردو کی ادبی نثر کی ایک صنف بتایا ہے موصوف نے تذکرہ کو باب تحقیق میں شامل کیا ہے تذکرہ واقعی تحقیق سے تعلق رکھتا ہے اور اس کی ترتیب و تالیف میں اس کے مرتب و مولف کو بڑی عرق ریزی و تفتیش سے کام لینا پڑتا ہے زیر نظر تذکرہ کے مطالعہ سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ اس کے مولف نے اس کی تالیف میں بڑی محنت و جستجو سے کام لیا ہے

انہوں نے حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ کے حالاتِ زندگی جمع کرنے میں بڑی
سعی کی ہے۔

حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ گیارہویں صدی ہجری کے دوران میں تقریباً
۳۲۵ سال کا طویل عرصہ گذرنے کے بعد بھی ان کا مزار شریف آج بھی مرجع خلائق
عام ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ اس بے پناہ مقبولیت کے باوجود حضرت ممدوحؒ
کے حالاتِ زندگی محمد معین الدین اختر کے تذکرہ کی اشاعت سے پہلے منظر عام پر
نہیں آسکے تھے۔ محمد معین الدین اختر نے مختلف تذکروں، تاریخوں، خطوطوں اور
دیگر کتابوں سے مواد حاصل کرکے اسے ترتیب دیا ہے۔ اپنی تحقیقی صلاحیتوں کا
کامیاب مظاہرہ کیا ہے یہ الگ بات ہے کہ انہیں حضرت ممدوحؒ کے
سنِ ولادت، مقامِ ولادت، سلسلۂ ارادت، ارشاداتِ عالیہ اور
تصانیف وغیرہ سے متعلق معلومات نہیں مل سکیں۔ حالانکہ ان کے حصول
کے لئے انہوں نے مختلف مقامات کا سفر بھی کیا اور حضرت ممدوحؒ کے
چند متعلقین سے بھی شرفِ ملاقات حاصل کیا۔

بزرگانِ دین اور اولیاء اللہ کے تذکروں کی اشاعت کا مقصد عوام الناس کو
ان بزرگوں کے حالات سے روشناس کرانا اور ان کی تعلیمات کو عام کرنا ہوتا ہے
جو بندگانِ خدا کے لئے ایک اصلاحی پیغام لئے ہوئے ہوتی ہیں اور
ان کے لئے ایک مشعلِ راہ کا کام کرتی ہیں لیکن ان تذکروں میں بزرگوں
کے اوصاف و کمالات کی تفصیل میں چند ایسے معجزے بھی بیان کرنے کا
رواج ہے جن پر ایک عام آدمی یقین کرنے میں مشکل محسوس کرتا ہے۔

بزرگانِ دین کے تذکروں کی ترتیب و تالیف میں ان کے حالاتِ زندگی
اور ان کی تعلیمات کو اجاگر کرنے کی جانب شدت سے توجہ دینا چاہئے۔

محمد معین الدین اختر کا مرتبہ تذکرہ حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ کے کرامات کی غیر ضروری تفصیل سے مبرا ہے انہوں نے جن کرامات کا ذکر کیا ہے وہ تلاش اور تحقیق کی روشنی لئے ہوئے ہے یہاں تک کہ جو روایات زبانی بیانات پر پیش کی گئی ہیں ان میں بھی کوئی تصرف بے جا نہیں ملتا۔

زیر نظر ایڈیشن تذکرہ حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادریؒ کا پانچواں ایڈیشن ہے جو مارچ ۱۹۹۷ء میں منظر عام پر آیا ہے اس کا پہلا ایڈیشن ڈسمبر ۱۹۷۵ء میں دوسرا اکتوبر ۱۹۸۰ء میں، تیسرا مارچ ۱۹۸۶ء میں اور چوتھا مارچ ۱۹۹۲ء میں شائع ہوا تھا مذکورہ تذکرہ کی مسلسل اشاعت اس کی قبولیت عام کی غمازی کرتی ہے اس قبولیت عام کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس کے مولف نے اس میں جو زبان استعمال کی ہے وہ نہایت ہی سلیس اور عام فہم ہے۔

زیر نظر تذکرہ کا پیش لفظ حضرت سید عبدالوہاب بخاری سابق ناظم دائرۃ المعارف عثمانیہ یونیورسٹی کا لکھا ہوا ہے علاوہ ازیں اس میں ڈاکٹر حسینی شاہد پریسیڈنٹ اردو آرٹس ایوننگ کالج کی صدارتی تقریر کی تلخیص بھی شامل ہے جو انہوں نے تذکرہ مذکورہ کے اولین ایڈیشن کی تقریب رسم اجراء میں فرمائی تھی اس تذکرہ میں مختلف ایڈیشنوں پر مختلف اخبارات و رسائل میں شائع شدہ تبصرے بھی شامل ہیں جن میں اس کے محاسن و معائب کی جانب اشارہ کیا گیا ہے اسے محمد معین الدین اختر کی ادبی دیانت داری اور وسیع الذہنی جانیئے گا کہ انہوں نے ان تمام تبصروں کو من و عن شائع کیا ہے مگر اس سلسلے میں یہ عرض

کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ موصوف کو چاہیئے تھا کہ وہ ان تبصروں میں نشان دہندہ مصائب کو زیر نظر ایڈیشن میں دور کرنے کی کوشش کرتے۔

اس تذکرہ میں حضرت سید شاہ اسمٰعیل قادری کے مزار شریف، دیگر مزارات، درگاہ شریف کی عمارات اور متعلقہ سلاطین بہمنیہ کے مقابر کی تصاویر کی اشاعت، ہم عصر اولیائے کرام کی تفصیل اور حوالہ جاتی کتب، مخطوطات، و رسائل کی فہرست کی شمولیت سے اس کی افادیت میں قابل قدر اضافہ ہوا ہے۔

محمد معین الدین اختر واقعی قابلِ مبارکباد ہیں کہ انہوں نے اس تذکرہ کی تالیف سے ادب دکنیات کی قابلِ قدر خدمت انجام دی ہے

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

تمت بالخیر

سلام بحضور خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام
مہرِ چرخِ نبوت پہ روشن درود
گلِ باغِ رسالت پہ لاکھوں سلام
شہر یارِ ارم تاجدارِ حرم
نوبہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام
شبِ اسریٰ کے دولہا پہ دائم درود
نوشۂ بزمِ جنت پہ لاکھوں سلام
فتحِ بابِ نبوت پہ بے حد درود
ختمِ دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام
ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام
جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اُس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام
جس کے سجدے کو محرابِ کعبہ جھکی
ان بھووں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اُٹھ گئی دم میں دم آگیا
اُس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

وہ دہن جس کی ہر بات وحیِ خدا
چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

ہاتھ جس سمت اُٹھا غنی کر دیا
موجِ بحرِ سماحت پہ لاکھوں سلام

کُل جہاں مِلک اور جَو کی روٹی غذا
اُس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اُس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

جس کے آگے کھنچی گردنیں جھک گئیں
اُس خدا داد شوکت پہ لاکھوں سلام

اُن کے ہر نام و نسبت پہ نامی درود
اُن کے ہر وقت و حالت پہ لاکھوں سلام

جاں نثارانِ بدر و اُحد پہ درود
حق گذارانِ بیعت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رح

تعارف مولف :

نام : محمد معین الدین، ادبی نام : محمد معین الدین اختر

تعلیم : ایم اے (سیاسیات) ایل ایل بی (عثمانیہ یونیورسٹی)

تاریخ پیدائش : ۶ ر فروری ۱۹۴۴ء

ملازمت : اڈمنسٹریٹیو آفیسر آچاریہ این جی رنگا اگریکلچرل یونیورسٹی حیدرآباد

دیگر مصروفیات : صدر انجمن اتحاد طلبائے قدیم اردو آرٹس ایوننگ کالج حیدرآباد

معتمد اعزازی قادریہ کوآپریٹیو کریڈٹ سوسائٹی لمیٹیڈ۔ حیدرآباد

معتمد یونیک ویلفیر اسوسی ایشن ۔ خلوت ۔ حیدرآباد

سابق صدر اے پی اگریکلچرل یونیورسٹی ایمپلائیز سنٹرل اسوسی ایشن حیدرآباد

سابق صدرنشین جائینٹ کونسل آف ایکشن نان ٹیچنگ ایمپلائیز اے پی اگریکلچرل یونیورسٹی ۔ حیدرآباد

سابق صدر سنٹرل پبلک ایجوکیشنل سوسائٹی ۔ خلوت حیدرآباد

سابق معتمد عمومی اے پی اگریکلچرل یونیورسٹی نان ٹیچنگ ایمپلائیز سنٹرل یونین حیدرآباد

سابق معتمد عمومی کالج کمیٹی گورنمنٹ ڈگری وجونیر کالج فار گرلز حسینی علم حیدرآباد

سابق معتمد عمومی انجمن اتحاد طلباء اردو آرٹس ایوننگ کالج حمایت نگر حیدرآباد

سابق معتمد تعمیری کمیٹی جامع مسجد گھوڑواڑی شریف (جنوری ۱۹۸۵ء تا اکتوبر ۱۹۸۶ء)

سابق معتمد وخازن انتظامی کمیٹی مسجد چڑی خانہ خلوت حیدرآباد

سابق معتمد نیبرہوڈ کمیٹی ۔ ایم سی ایچ قادریہ کالونی حیدرآباد

- - - - - - - -